مکمل ناول

اک روشن دیا

اس نے تیسری بار آئینے میں اپنا عکس دیکھا، برش اٹھا کر دوبارہ بالوں میں کرتے ہوئے اپنا مکمل جائزہ لیا۔

"یہ کہاں جانے کی تیاری کی جا رہی ہے؟" امبر جو اپنی ڈائری پر جھکی ہوئی تھی، ساتھ ساتھ اسے دیکھ کر زیر لب مسکرا بھی رہی تھی۔

"ڈیئر سسٹر! تم تو جانتی ہو کہ یہ کہاں جانے کی تیاری کی جا رہی ہے۔" اس نے پرفیوم لگاتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا۔

"تو گویا یہ خاص تیاری سراج صاحب کے لیے کی جا رہی ہے؟" وہ ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر شرارتاً بولی۔

"ہاں گزشتہ دنوں میں ایگزامز میں اتنا مصروف رہی کہ اس سے ٹھیک سے بات بھی نہیں کر پاتی تھی، ویسے بھی ہم پرسوں فیصل آباد جا رہے ہیں، تو بس آج کا پروگرام بن گیا۔" ہلکے سے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے اس نے شرٹ کو درست کیا۔

"واقعی میں سراج بہت نیک لڑکا ہے، جو تمہیں جھیل رہا ہے۔" امبر نے اس پر افسوس کیا۔

"امبر کی بچی!" اس نے امبر پر کشن اچھالا۔

"تو پھر تم کہاں ملنے جا رہی ہو؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے ریسٹورنٹ اور پھر اس کے بعد شاپنگ مال جائیں گے، سراج بہت اصرار کر رہا تھا کہ میں شاپنگ کر لوں، اور

چناب سراج ابھی سے ریسٹورنٹ پہنچ چکا ہو گا۔" اس نے نخوت سے ناک سکیڑ کر بتایا۔

بلو جینز اور بلیک شرٹ میں وہ لڑکی کم اور لڑکا زیادہ لگتی تھی، بچپن سے ہی وہ ایسے ڈریسز زیادہ استعمال کرتی تھی، امبر اس کی بڑی بہن تھی اور بالکل سادہ اور خوش اخلاق نیچر کی مالک تھی، جبکہ سنجیدہ نام کی سنجیدہ تھی، وہ شوخ و شریر زیادہ تھی، چہرے کے خوبصورت نقوش صاف و شفاف جلد اور شولڈر کٹ بالوں میں اور کچھ مغرور سے انداز میں وہ ایک نازک سی گڑیا لگتی تھی۔

"تم جلدی سے آ جانا، تو خیر بھائی بھی صبح سے گئے ہوئے ہیں اور ابھی تک نہیں آئے، ان کا کچھ پتا نہیں شاید وہ لیٹ

ہو جائیں تو تم جلدی آ جانا میں اکیلی ہوں"۔ امبر نے اسے تاکید کی۔

"او کے، اور مام کا فون آیا تھا، مام اور ڈیڈ فیصل آباد پہنچ گئے ہیں"۔ سنجیدہ نے بتایا۔

"ہاں ڈیڈ نے مجھے بھی کال کی تھی"۔

"اچھا اب مجھے اپنی کار کی چابی دو"۔ اس نے ہاتھ بڑھایا۔

"وہ کیوں؟ اپنی گاڑی میں جاؤ"۔ امبر نے اس کے ہاتھ کو جھٹکا۔

"کم آن یار! تیز نہیں چلاؤں گی، تمہاری گاڑی کو نقصان نہیں ہوگا، اب تو دے دو"۔ اس نے پیار سے امبر کو بازوؤں کے حلقے میں لیا۔

"اب سکے مت لگاؤ، لے لو، اور جلدی آنے کی کوشش کرنا"۔ اس نے کی چین دیتے ہوئے دوبارہ تاکید کی۔

"تھینک یو"۔ اس نے خوشی سے امبر کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

"اور ہاں، اگر ڈریس لو تو کچھ ڈھنگ کے لینا"۔

"کیا مطلب ڈھنگ کے؟" اس نے گھور کر پوچھا۔

"مطلب ہم شادی میں جا رہے ہیں، تو اس حساب سے ڈریس لینا، آسان زبان میں بولوں تو مشرقی لباس"۔

"مجھے لوگوں کی پروا نہیں ہے اور یہ تم اچھی طرح سے جانتی ہو، میں جیسی بھی ہوں بہت اچھی ہوں"۔ وہ اکڑ کر بولی اور پھر اسے دیکھتی ہوئی چلی گئی۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ سنجیدہ بہت ضدی ہے جو کہتی ہے وہ کر کے بھی دکھاتی ہے، اسے جو چیز جس طرح پسند ہوتی تھی، ویسا ہی کرتی تھی، ایگزامز دے کر اب وہ فری تھی، بی اے کے بعد اس کا آگے پڑھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا، پاپا نے یہ فیصلہ اسی پر چھوڑا ہوا تھا۔ امبر پیشہ ورانہ اعتبار سے ڈاکٹر تھی، یہ اس کے بچپن کا شوق تھا، ارادے اٹل اور محنت سے اس نے اپنا خواب سچ کر دکھایا تھا اور اپنے والدین کا سر فخر سے اونچا کر دیا تھا۔

☆..........☆..........☆

نوخیز شاہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا، جس کیس میں وہ گزشتہ دنوں مصروف تھا آخر کار وہ اس مقصد میں کامیاب ہو ہی گیا، اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی، وہ سپاہیوں سمیت اس کے گھر جا گھسا، احد اسے برآمدے میں ہی ملا، پولیس کو دیکھتے ہی احد کے اوسان خطا ہو گئے، وہ گھبرا کر جھٹکے سے اٹھا، مگر لڑکھڑا کر زمین پر ڈھے گیا۔ نوخیز شاہ نے دونوں ہاتھوں سے اس کے گریبان کو پکڑا، دو تھپڑ اسے رسید کیے، وہ سر جھکائے کھڑا رہا۔ باورچی خانے میں کھڑی فریال یہ سب تماشا دیکھ رہی تھی، اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی تھیں، وہ ہراساں ہو گئی تھی، اسے تمام باتیں سمجھ میں آ گئی تھیں، احد ایک مجرم تھا، ایک گنہگار تھا، یہ بات تو وہ اچھی طرح سے جانتی تھی، یہ سب ایک دن تو ہونا ہی تھا، کیونکہ سچ کبھی چھپتا نہیں ہے۔

"تین سالوں سے تمہارے پیچھے پولیس آفیسر ذخوار ہو رہے ہیں اور تم اس بل میں چھپے بیٹھے ہو، لیکن میرا نام بھی نوخیز شاہ ہے، مجرم کو پکڑ کر ہی دم لیتا ہوں، جانے کتنے لوگوں کو تم سے تکلیف پہنچی ہے، میں تمہیں کڑی سے کڑی سزا دلواؤں گا"۔ نوخیز شاہ کی آنکھوں میں شدید غصہ تھا، اس کی آنکھوں میں خون سمٹ آیا، احد سر جھکائے کھڑا تھا، اس نے اپنی بے گناہی میں کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ پچیس سالہ ایک نوجوان لڑکا تھا، اپنے حلیے سے وہ اپنی عمر سے بڑھ کر لگ رہا تھا، اس

کی زندگی عام نوجوانوں سے مختلف تھی، حالات نے اسے غلط کام کرنے پر مجبور کر دیا تھا اور وہ بری سنگت میں خود بھی برا بن گیا اور بری راہ پر چل پڑا۔ فریال کے ہونٹوں پر چپ لگ گئی تھی۔

"آج تمہارے پاس بولنے کو زبان نہیں ہے؟" نوخیز شاہ نے حقارت سے اس کا جھکا سر اوپر اٹھایا، سپاہیوں کے ہونٹوں پر بھی حقارت بھری مسکراہٹ نمایاں تھی، فریال کی آنکھیں بھیگ گئیں، احد کا جھکا سر اسے اذیت دے رہا تھا، لیکن یہ بھی بات ماننے سے انکاری نہیں تھی کہ وہ ایک مجرم ہے بلکہ چور ہے، ڈاکو ہے اور جانے کیا کیا۔

نوخیز شاہ نے نظریں پھیر کر چاروں طرف دیکھا، اس کی نگاہیں فریال پر جا ٹکیں، چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد اس نے سرد آہ بھری۔ نوخیز شاہ احد کو لے جا رہا تھا اس کی آنکھیں برس رہی تھیں، لوگ ایک ہجوم کی شکل میں گلی میں جمع تھے اور وہ دلچسپی سے تماشا دیکھ رہے تھے، وہ روتی بلکتی رہی۔

اماں کا وجود بھی نہ ہونے کے برابر تھا، لیکن ایک احساس تھا کہ ان کا وجود اس کے آس پاس ہے، اماں بستر پر پڑی رہتی تھیں وہ، بس نام ہی کی زندگی گزار رہی تھیں، ابھی پریشانیاں ختم ہی نہیں ہوئی تھیں، لیکن آج ان کی نگاہوں کے سامنے ایسا ہو جائے گا ایسا کبھی انھوں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ پورے محلے نے یہ تماشا دیکھا تھا، وہ طرح طرح کی باتیں بنائیں گے، ان کا جینا دوبھر کر دیں گے، فریال کو تو سوچ کر ہی خوف آ رہا تھا، ویسے بھی انہیں کوئی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا۔

رات کو اچانک اماں کی طبیعت بگڑ گئی، ان کی خراب ہوتی حالت دیکھ کر فریال گھبرا گئی تھی، اس وقت کوئی تھا بھی نہیں جو ان کی مدد کرتا، ان کی جو دوائیاں رکھی ہوئی تھیں اس نے انہیں وہ دیں، لیکن انہیں کسی طور آرام نہیں آ رہا تھا، وہ بھوڑ روئے جا رہی تھی، ان کے ہاتھوں کو سہلا رہی تھی، ان کی طبیعت سنبھلنے کے بجائے اور بگڑتی جا رہی تھی، آخر کار رات کے آخری پہر ان کی آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہو گئیں، فریال ایک دم ساکت ہو گئی، ایک آخری سہارا اماں کا تھا وہ بھی اسے چھوڑ کر چلی گئیں، وہ زاروقطار روئی، اگلے روز گلی کے چند لوگ آئے، وقتی طور پر اس سے ہمدردی کی، صبر کرنے کی تلقین کی، وہ خاموشی سے سب کی سنتی رہی، دھیرے دھیرے لوگ بھی اپنے گھروں کو چلے گئے، وہ تنہا اکیلی گھر میں رہ گئی تھی، اب تو گھر سے بھی خوف آ رہا تھا، نوخیز شاہ تک اس کی اماں کی وفات کی خبر پہنچ چکی تھی۔

☆..........☆..........☆

ریسٹورنٹ میں وہ اس کے عین سامنے بیٹھی اس کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔

"تم بہت پیاری لگ رہی ہو"۔ سراج نے اسے دلچسپی سے دیکھتے ہوئے کئی بار کہا، جملہ اک اور بار دہرایا۔

"اب اس کے آگے بھی کچھ بولو گے؟"

"بس تھوڑا اداس ہوں، تم کتنے دن بعد آؤ گی؟" اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے وہ بولا، سنجیدہ نے مسکراتے ہوئے گہری سانس لی۔

"میں پوری کوشش کروں گی کہ میں وہاں سے بھی تم سے کانٹیکٹ رکھ سکوں"۔ اسے سراج کے معصوم چہرے پر بے اختیار پیار آیا، وہ سنجیدہ کے معاملے میں بہت حساس تھا، سنجیدہ سے دوری اس کے لیے بہت پریشان کن ہوتی تھی، سنجیدہ اس کی اسی سادگی پر تو واری جاتی تھی، وہ بھی اس کی زندگی میں آنے والا پہلا شخص تھا جس نے اسے اتنا متاثر کیا تھا، بس وہ اس کے دل میں گھر کر گیا تھا۔

"ہاں! چاہے کچھ بھی ہو جائے سنجیدہ! مجھ سے کانٹیکٹ ضرور رکھنا ورنہ میں بھی تمہیں بہت تنگ کروں گا"۔ وہ بچوں کی طرح ضد ہو کر بولا۔ سنجیدہ نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ اس کے ہاتھ پر اپنا گداز ہاتھ رکھا اور پھر تھوڑا سوچنے کے بعد پوچھا۔

"اگر میں ہمیشہ کے لیے تم سے دور ہو گئی تو پھر کیا کرو گے؟" وہ ایسا سوال پوچھ کر بس اس بے یقین چاہتی تھی، اسے اچھا لگتا تھا، سراج نے بے قرار ہو کر نفی میں سر ہلایا۔ اس کا یہی انداز اسے سحر انگیز کر دیتا تھا اور وہ گھنٹوں اس کے کہے ہوئے جملے دل ہی دل میں دہرا کر خوش ہوتی تھی۔

"اچھا سنو! جب تم واپس آؤ تو میرے گھر ضرور آنا"۔ اس نے کافی کا سپ لیتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

"بالکل آؤں گی جناب اب تو وقت ہی وقت ہے"۔

"ہمممم...... آگے پڑھنے کا ارادہ ہے کہ نہیں؟"

"جی نہیں جناب اب آگے پڑھنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے، ماما اصرار کر رہی ہیں پر ڈیڈ نے کہا ہے جیسا میں چاہوں گی ویسا ہی ہو گا، بس مجھے ذرا ان کا بزنس سنبھالنا ہو گا"۔ خوشی سے بتاتے ہوئے اس کے لب مسلسل مسکرا رہے تھے۔

"چلو جو دل چاہے، وہی کرو، کیونکہ یہ دل ہی تو ہوتا ہے جو بے ایمان ہو جاتا ہے"۔ وہ شوخی سے بولا۔

"لائن پر آ جائیں مسٹر سراج!" وہ جھک کر سرگوشی والے انداز میں بولی۔

اوکے میم! آنٹی اور انکل فیصل آباد پہنچ گئے؟" کافی کا آخری سپ لے کر کپ ٹیبل پر رکھا۔

"جی وہ پہنچ چکے ہیں، پرسوں ہم تینوں جائیں گے، امبر آپی بھی کل تک فری ہو جائیں گی اور نوخیز بھائی بھی"۔ بتاتے ہوئے اس نے بغور سراج کو دیکھا۔ گوری رنگت اور روشن آنکھیں، اونچی ناک، ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں مسکراتے ہوئے وہ بہت کیوٹ لگتا تھا۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" سراج نے چٹکی بجائی، مسکرا کر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میرے خیال سے اب ہمیں چلنا چاہیے، امبر آپی بھی گھر پر اکیلی ہیں اس لیے جلدی فارغ ہو کر مجھے جانا ہے"۔ اس نے اپنا ہینڈ پرس شولڈر پر ڈالا وہ بھی اس کی تقلید میں کھڑا ہو گیا۔

☆......☆......☆

"ایس پی صاحب! مجرم نے اپنا گناہ قبول کر لیا ہے اور جی! کرے گا بھی کیوں نہیں، میں نے اس کی اچھی خاصی دھلائی جو کی ہے"۔ رحمت خوش ہوتے ہوئے اسے بتا رہا تھا، وہ کچھ دیر پہلے ہی آفس آیا تھا۔

"تمہیں کس نے کہا کہ اسے مارو، میں منع کرتا ہوں ناں کہ مجرم کے ساتھ ایسے پیش نہیں آتے"۔ نوخیز شاہ کی آواز انتہائی بلند اور سخت تھی، رحمت گھبرا گیا، کچھ دیر پہلے والی گرم جوشی یکدم غائب ہو گئی۔

"سر جی! یہ مجرم گناہ گار بھی تو ہوتے ہیں ناں، جانے کتنے گھروں میں اس نے چوری کی، ڈاکہ ڈالا، جانے کتنے لوگوں کو برباد کیا"۔

"جو میں نے کہا، کیا اس کی اہمیت نہیں ہے؟" اس نے طیش میں ٹیبل پر زور سے اپنا ہاتھ مار کر اس سے پوچھا، رحمت کے ساتھ باقی تمام پولیس آفیسرز بھی دم بخود ہو گئے، رحمت کے پسینے چھوٹ گئے۔

"ہم نے اپنا کام کر لیا ہے، اب سزا دینا عدالت کا کام ہے، تم اپنی اوقات میں رہو تو بہتر ہے، مجھ سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ نوخیز نے سختی سے رحمت کو وارن کیا جو مسلسل سر جھکائے کھڑا تھا، نوخیز شاہ کو اپنی کسی بھی بات میں دوسروں کی دخل اندازی پسند نہیں تھی، تمام آفیسرز اس کی عزت کرتے تھے اور اس کی سخت طبیعت سے تھوڑا گھبراتے بھی تھے۔

"تم سب بھی سن لو، مجھ سے پوچھے بغیر نہ تو تم کسی کو ہاتھ لگاؤ گے اور نہ ہی اس کے ساتھ سختی سے پیش آؤ گے، انڈر اسٹینڈ؟" اس نے تمام آفیسرز کی طرف دیکھا سب نے بیک وقت اثبات میں سر ہلایا، اس نے سب کو جانے کا کہا اور خود سیٹ کی پشت سے سر ٹکایا اور دھیرے سے آنکھیں موند لیں۔

وہ زیادہ سے زیادہ کوشش کرتا تھا کہ نرمی سے پیش آئے اور اسے یہ تو بالکل بھی گوارا نہیں تھا کہ کوئی بھی سپاہی اس کی پرمیشن کے بغیر مجرم کو ہاتھ بھی لگائے۔ ذہن کی اسکرین پر روتی بلکتی ہوئی فریال کا چہرہ نمایاں ہوا۔ اس کی ماں کے انتقال کی بھی خبر اسے ہو گئی تھی، وہ جانتا تھا کہ ان کے سوا فریال کا اور کوئی بھی سایہ نہیں اور یقیناً وہ گھر میں اکیلی ہو گی۔

"شاید اس کے کوئی رشتے دار ہوں؟" اس نے سوچا کیوں نہ اس کے پاس جا کر دیکھا جائے۔

مانا وہ احد کی بہن تھی لیکن اس میں اس کا کیا قصور تھا، وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا، اس نے احد کو گرفتار کر لیا تھا اور کل اسے عدالت میں پیش کرنا تھا، فیصل آباد جانے سے پہلے اسے فریال کے لیے کچھ نہ کچھ تو ضرور کرنا تھا، وہ عورت ذات کی بہت عزت کرتا تھا، لہٰذا کل اس کے گھر جانے کا فیصلہ کیا اور پھر پرسکون ہو کر پٹ سے آنکھیں کھول لیں۔

☆......☆......☆

ویرانی سی ویرانی تھی، بس ایک ساکت وجود تھا جو تنہائی میں کچھ کھوجنے کی کوشش کر رہا تھا، زندگی کے کچھ حسین لمحے ہی تھے جن میں اس نے خوشیاں دیکھی تھیں، جب تک ابا تھے تب تک زندگی آسانی سے گزر رہی تھی۔ لیکن ان کے چھوڑ جانے کے بعد ہر طرف اندھیرا ہو گیا، احد بری سنگت میں بگڑ کر غلط کام کرنے پر مجبور ہو گیا اور حمزہ نے پڑھائی ہی چھوڑ دی، اماں کی ایک نہ سنی اور پھر وہ بھی ایسا بگڑا کہ دوبارہ سیدھی راہ پر نہیں آیا۔

حمزہ اور احد کا ٹھکانہ گھر کم، باہر زیادہ تھا اور وہ اکیلی اماں کے بیمار وجود کی خدمت کرتی۔ شروع شروع میں احد اماں کے ہاتھ پر اچھی خاصی رقم رکھ دیتا، ادھر اماں سمجھتیں کہ یہ اس کی محنت کی کمائی ہے، لیکن جب معلوم ہوا کہ یہ محنت کی نہیں بلکہ حرام سے کمائی گئی رقم ہے تو ان کی حالت اور بھی خراب ہو گئی۔

☆......☆......☆

دروازے پر کوئی چار، پانچ مرتبہ دستک ہوئی تھی، وہ بے انتہا کمزوری محسوس کر رہی تھی، سر درد سے پھٹا جا رہا تھا، آنکھیں بوجھل تھیں، وہ دوپٹہ سر پر کرتے ہوئے اس نے دروازہ کھولا، دروازے کے اس طرف کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ ہراساں ہو گئی، اس کی آنکھیں سرخ تھیں، جو اس کے پوری رات جاگنے اور رونے کی عکاسی کر رہی تھیں، وہ نوخیز شاہ کو دیکھ کر بری طرح گھبرا گئی، نوخیز شاہ نے یہ محسوس کر لیا تھا، وہ اپنی یونیفارم میں آیا تھا، اس کے کہے بغیر ہی وہ خود گھر میں داخل ہوا اور اس کی طرف پشت کر کے دروازہ بند کر دیا، فریال کی آنکھوں میں خوف کی لہریں نمایاں تھیں۔

"گھبراؤ مت، میں صرف تم سے بات کرنے آیا ہوں"۔ اس کی توجہ فریال کے ایک ایک تاثر پر تھی، فریال کو بچپن

سے ہی پولیس والوں سے ڈر لگتا تھا، اس وقت نوخیز شاہ کا گھر میں داخل ہونا اس کے اعصاب کو جھنجھلا رہا تھا۔

''تمہاری اماں کے انتقال کی اطلاع کل ہی مجھے مل گئی تھی، بہت افسوس ہوا''۔ وہ مسلسل خاموش رہی، اگر بولتی تو رو پڑتی، چند ثانیے وہ خاموش رہا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا بات کہاں سے اور کیسے شروع کرے۔

''انسان کے حصے میں جتنی بھی زندگی ہوتی ہے وہ اتنا ہی جیتا ہے، تمہاری اماں کی زندگی کے دن اتنے ہی تھے، سو خود کو ہلکان نہ کیا جائے تو بہتر ہے''۔ اس نے اس سے ہمدردی کرنا چاہی، اب بھی وہ خاموش رہی، دو قدم آگے چل کر اس نے ہونٹ سکیڑے پھر گہری سانس لے کر بات کا آغاز کیا۔

''میں یہاں پر تم سے کچھ خاص بات کرنے آیا ہوں، ضروری نہیں کہ میں پولیس والا ہوں تو جلاد ہوں، میں بھی نرم جذبات رکھتا ہوں، میں بھی دوسروں کے دکھ درد سمجھتا ہوں، میں بھی تمہاری بھلائی چاہتا ہوں، میں اس دنیا اور اس میں رہنے والوں کو بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں اور تمہارے کوئی قریبی رشتے دار بھی نہیں ہیں، یہ بھی میں نے معلوم کروالیا ہے، لہٰذا ایک اکیلی لڑکی کا تنہا اور اکیلے زندگی گزارنا کسی طور ٹھیک نہیں ہے، میری نگاہوں میں تم گنہگار نہیں ہو، تمہاری آنکھیں سب کچھ بیان کررہی ہیں، تم خود اپنی حفاظت نہیں کرسکتیں، انسانیت کے ناتے میرا فرض بنتا ہے کہ میں تمہاری مدد کروں اور ایک پولیس آفیسر ہونے کا بھی یہ فرض ہے کہ میں تمہارا محافظ بنوں''۔ اس کا لہجہ نرم تھا، وہ کچھ دیر ٹھہر کر اس کی طرف مڑا، اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا، آنکھیں نم تھیں۔

''مجھے بات گھما پھرا کر کرنے کی عادت نہیں ہے، میں بہت صاف گو ہوں، میں بس یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ میرے گھر چلو''۔ فریال نے جھکا سر اٹھا کر اضطرابی کیفیت میں اسے دیکھا، اپنی غلط بیانی پر اسے یکدم احساس ہوا، پھر جلدی سے سنبھل کر بولا۔

''میرا مطلب تم میرے ساتھ میرے گھر چلو، وہاں میری پوری فیملی بھی رہتی ہے، میرے ڈیڈ، میری مام، میری دو بہنیں ہیں، یہاں پر تمہارا زندگی گزارنا مشکل ہے، بس اسی لیے میں انسانیت کے ناتے یہاں چلا آیا''۔ بولتے ہوئے گھر کا جائزہ بھی لے رہا تھا، وہ اتنی جلدی کسی پر بھروسہ نہیں کرسکتی تھی۔

''نہیں، میں یہاں ٹھیک ہوں''۔ دھیمے لہجے میں وہ بمشکل اپنے الفاظوں کو ترتیب دے پائی۔

''آئی نو اس وقت تمہارے دل ودماغ میں کیسے کیسے سوال آرہے ہوں گے، میں زبردستی نہیں کررہا، ویل! تمہاری مرضی ہے، لیکن ایک بار دوبارہ سوچ ضرور لینا، یقیناً تمہیں پچھتانا نہیں ہوگا''۔ اس نے سن گلاسز لگائے اور دھیرے سے چلتا ہوا اس کے مقابل ہوا۔

''یہ میرا نمبر ہے، آج ہم فیصل آباد جارہے ہیں، میں تو یہی چاہتا تھا کہ آج ہی تمہیں لے چلوں، یقیناً یہاں تمہارے لیے سانس لینا بھی محال ہورہا ہوگا، ویل! اگر تمہارا فیصلہ بدل جاتا ہے تو تم مجھے فون کردینا، میں تمہیں لینے آجاؤں گا''۔

فریال نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس سے کارڈ لیا اور وہ دروازہ کھول کر چلا گیا۔

فریال کو ہمیشہ اپنی تاریک زندگی میں کسی روشن دیے کی خواہش ہوتی تھی، دن سے شام ہوتی اور پھر شام سے رات، زندگی یونہی بے مقصد گزر رہی تھی۔ اس کا ذہن بری طرح الجھا ہوا تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس سے اتنی ہمدردی کیوں کررہا تھا؟ ایک لڑکی ایک مرد کی نگاہوں میں دیکھ کر دل کی کیفیت سمجھ سکتی ہے کہ وہ کیسے ارادے رکھتا ہے، اس کی نیت

کیا ہے، اسے نوخیز شاہ کی نیت بری نہیں لگ رہی تھی، وہ شخص اس سے ہمدردی کررہا تھا، اس کے لیے کچھ بھی فیصلہ کرنا بہت مشکل تھا۔

نوخیز شاہ کے جانے کے تھوڑی دیر بعد دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی، دستک کے ساتھ ہی اس کا دل بھی دھڑکا، دروازے کے اس پار حسنہ خالہ اور ان کا گھٹیا بیٹا پان سے سرخ کیے ہوئے دانت نکالے کھڑا تھا۔

''ارے... دیکھتی رہے گی یا اندر بھی بلائے گی؟'' حسنہ خالہ نے اپنے سابقہ انداز میں کہہ کر قہقہہ لگایا، دل تو کررہا تھا کہ واپس دروازہ بند کردے، مگر وہ چاہ کر بھی ایسا نہ کرپائی، بے دلی سے انہیں اندر آنے کا راستہ دیا، وہ اس کی تقلید میں کمرے میں آئے، حسنہ خالہ کے لبوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ تھی، وہ دونوں ہنستے مسکراتے ہوئے صوفے پر براجمان ہوئے، ان کے ساتھ بیٹھنا فریال کی مجبوری تھی۔

''بھئی! ہمیں احد سے یہ امید نہیں تھی، کل تو مانو ہمیں شاک لگے تھے، جب پولیس کو تمہارے گھر میں داخل ہوتے دیکھا اور کچھ دیر بعد وہ احد کو گرفتار کرکے لے جارہے تھے، محلے والے تو جانے کیسی کیسی باتیں بنارہے تھے''۔ فریال جانتی تھی کہ اگر محلے والے کچھ نہ بھی بولیں تو حسنہ خالہ خود سے باتیں بنا کر الزام محلے والوں پر لگادیتی ہیں۔

''پہلے تو تیری اماں اور احد ساتھ ہوتے تھے تو تسلی رہتی تھی، اب تو تم اکیلی ہو، مجھے بہت پریشانی ہورہی تھی، اس لیے بلو کو لے کر تیرے پاس چلی آئی''۔ انہوں نے انداز میں پریشانی ظاہر کی، اماں کے گزرنے کے بعد تو انہوں نے مڑ کر بھی نہیں دیکھا تھا اور وہ پریشان ہوئے جارہی تھیں، ضرور کوئی بات ہوگی، وہ دل میں سوچتی رہی۔

''تیری اماں تیرے لیے پریشان ہوا کرتی تھی کہ میرے جانے کے بعد میری فری کا خیال کون رکھے گا؟ اور میں ہمیشہ اسے تسلیاں دیتی تھی اور وہ ہمیشہ کہتی تھی کہ حسنہ! فری تیری بہو ہے اور بلو کو تو تیرا ابا بھی بہت پسند کرتا تھا، بالکل اپنے بیٹوں کی طرح سمجھتا تھا''۔ حسنہ خالہ کے ایک ایک لفظ پر وہ حیران ہورہی تھی، تو گویا وہ اس مقصد سے یہاں آئی تھیں، کیا وہ اتنی بے مول اور بے حس تھی کہ بلو جیسا لڑکا اس کے لیے منتخب کیا گیا تھا، اس نے بمشکل اپنے آنسوؤں کو بہنے سے روکا، اس نے اپنے حق میں کچھ بھی بولنا نہیں چاہا، بس خاموش رہی۔

''اب جوان لڑکی یوں گھر میں اکیلی اچھی نہیں لگتی، لوگ جانے کیسی کیسی باتیں بنائیں گے، اس لیے میں سوچ رہی ہوں شادی جتنی جلدی ہو اتنا اچھا ہے، تو پھر ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم ایک ہفتے کے اندر ہی تم دونوں کی سادگی سے شادی کردیں، اگر تمہارے والدین حیات ہوتے تو اور اچھی بات ہوتی، بھائی تمہارا نہ ہونے کے برابر ہے اور بھی کوئی رشتہ دار نہیں ہے، رہی کی میں تمہاری رشتے کی خالہ ہوں، اب میں تمہاری بزرگ ہوں اور میں بس تمہارا بھلا چاہتی ہوں، شادی کے بعد تو تم ہمارے گھر آجاؤ گی اور پھر یہ گھر بھی کسی کام کا نہیں رہے گا تو میں چاہتی ہوں کہ اس گھر کو بھی بیچ دیں گے، بھئی! دو چار پیسے ہاتھ میں آجائیں گے اور کیا؟'' انہوں نے اپنے سابقہ انداز میں کہہ کر قہقہہ لگایا، فریال بے ہوش ہونے کو تھی، وہ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ اماں نے ان سے ایسی کوئی بھی بات نہیں کی تھی، اماں کو وہ کچھ خاص پسند بھی نہ تھیں، اور یہ بھی وہ وثوق کے ساتھ بول سکتی تھی کہ ابا بلو کو نفرت کرنے کی حد تک ناپسند کرتے تھے، وہ ایک بداخلاق لڑکا تھا، وہ شریف لوگوں سے تعلق قائم کرنے کے لائق نہیں تھا۔ حسنہ خالہ بہت لالچی تھیں، انہیں اس کا گھر بیچنے کا ہی لالچ تھا۔

''میں صدقے جاؤں، مجھے معلوم تھا کہ تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا، بس پھر میں تیاریاں کرتی ہوں''۔ وہ اس کی

خاموشی کو رضامندی سمجھ رہی تھیں۔ وہ والا بھی صورت اس پر واری جا رہی تھی، وہ خود پر ضبط کیے بیٹھی تھی۔ ایک انسان کی زندگی میں ماں باپ اور اس کی بہت اہمیت ہوتی ہے، وہ خوب جانتی تھی، ابا تو پہلے ہی جا چکے تھے، لیکن پھر اماں بھی ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلی گئیں، ان کا پیارا وجود بھی اس کے لیے ڈھال تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی، دل ہلکا کرنے کے بعد اس نے حمزہ کو تلاش کرنے کا سوچا۔ کیونکہ اب وہی ایک اس کا سہارا تھا، اگر وہ گھر آ جاتا تو اس کی پریشانی دور ہو جاتی، اور کسی کو جواب دینے کی بھی ہمت رہتی۔ بڑی ہمت کر کے وہ شام چھ بجے گھر سے نکلی، اپنے گرد اچھی طرح سے چادر اوڑھ لی، مغرب کا وقت تھا، گلی سنسان تھی، اس کے ذہن میں اس پڑوسن کی بات محفوظ تھی، جنہوں نے بتایا تھا کہ حمزہ کو انہوں نے سڑک کے اختتام والے فٹ پاتھ پر دیکھا تھا، شاید حمزہ اب بھی وہاں پر ہو۔ وہ انہی سوچوں میں گھری ہوئی تھی، چلتے چلتے وہ اسی جگہ پہنچی، چونکہ وہ سڑک کا اختتام تھا، اس طرف کوئی اکا دکا لوگ ہی تھے۔ اس نے اپنے چاروں اطراف دیکھا، لیکن حمزہ اسے کہیں بھی دکھائی نہیں دیا۔ اسے تھوڑی بہت جو امید تھی اب وہ بھی ختم ہو گئی، سڑک کے اس پار والے روڈ پر گاڑیوں کی بھاگ دوڑ رواں دواں تھی، اس نے دل کی تصدیق کے لیے دو تین بار ادھر ادھر دیکھا، لیکن وہ کہیں بھی تو نہیں تھا۔

عقب سے قدموں کی آہٹ ہوئی، وہ ایک جھٹکے سے پیچھے مڑی، ایک نشے میں دھت لڑکا اس کی طرف چلا آ رہا تھا، اس کا حلیہ دیکھ کر اس کو ابکائیاں آنے لگیں، وہ یکدم پیچھے مڑی اور آنکھیں بند کیے تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی گھر آ گئی، گھر آ کر اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کیں، دل زور زور سے دھڑک رہا تھا، رات کے سائے بھی گہرے ہو رہے تھے، اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ حمزہ کو کیسے اور کہاں تلاش کرے؟ دن تو جیسے تیسے گزر جاتا تھا مگر اسے اس رات سے خوف آتا تھا، دل و دماغ میں تلاطم تھا، اچانک اسے نوخیز شاہ کی کہی باتیں یاد آئیں، اب اس کے آگے دو راستے تھے، یا تو وہ بلو سے شادی کر لے یا پھر نوخیز شاہ کی بات مان لے، نوخیز شاہ کی راہ میں بہت سارے خدشات تھے، نوخیز شاہ کی آج رات فیصل آباد روانگی تھی، اس کی واپسی جانے کب ہو، اس کا دل گھٹ رہا تھا، حسنہ خالہ سے وہ الگ پریشان تھی، ناچار اس نے نوخیز شاہ کی بات پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا، دوپٹے کے پلو سے چہرے پر آیا پسینہ خشک کیا، گھر پر ایک پرانا موبائل فون رکھا ہوا تھا جسے کبھی کبھی ضرورت کے تحت استعمال کیا جاتا تھا، اس نے موبائل آن کر کے نوخیز شاہ کا نمبر ڈائل کیا، نوخیز شاہ نے تھوڑی دیر بعد آنے کا کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کر دی۔ اس نے مختصر سے بیگ میں چند ضرورت کی چیزیں رکھیں، اپنا حلیہ درست کیا، لائٹ پنک کلر کے سادہ سوٹ میں وہ بے حد معصوم لگ رہی تھی، بالوں کو سنوار کر بل دار چوٹی کی، سر پر دوپٹہ اچھی طرح سے اوڑھا، دل میں وہم و وسوسے تھے، وہ ہر سیکنڈ بعد وال کلاک دیکھ رہی تھی، اسے اب اس گھر سے خوف بھی آ رہا تھا، اس نے آنکھیں بند کر کے نوخیز شاہ پر بھروسہ کیا تھا، وہ خدا سے دعا گو تھی کہ وہ جو راہ چن رہی ہے وہ ایک دم سیدھی ہو، کیونکہ بلو سے شادی کرنا موت کے برابر تھا۔ آخر اس کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور نوخیز شاہ اس کے گھر موجود تھا۔

"کیا میں تمہارے میرے ساتھ چلنے کی وجہ جان سکتا ہوں؟" اس نے لہجے کو نرم بناتے ہوئے استفسار کیا، فریال جز بز ہو کر ہونٹ کاٹنے لگی اور پھر حسنہ خالہ کی تمام باتیں نوخیز شاہ کے گوش گزار کر دیں۔

"تم بے فکر رہو، وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتیں۔" اس کا لہجہ دھیما مگر سخت تھا، فریال نے سر اثبات میں ہلایا۔

فرنٹ سیٹ پر نوخیز شاہ کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی، اس کا دماغ بھی کام نہیں کر رہا تھا، وہ دونوں سے کچھ کہا بھی نہیں تھا، اسے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ نوخیز شاہ کے ساتھ کیوں اور کہاں جا رہی ہے؟ وہ پوری طرح

خاموش تھا، اور سنجیدگی کے ساتھ ڈرائیونگ کر رہا تھا، کشادہ سڑکوں سے گزر کر وہ پوش ایریے میں داخل ہوئے، اور تھوڑی دیر بعد وہ کشادہ گیٹ کے اندر داخل ہوئے، اس شاندار اور عالیشان گھر کو دیکھ کر اسے حیرانگی ہو رہی تھی، گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے وہ اتر آیا، ساتھ میں فرنٹ ڈور بھی کھولا، وہ افسردہ سی گاڑی سے باہر نکل آئی، وہ اس کے ساتھ اندر جانے پر گھبرا رہی تھی، پھر وہ اندر کی طرف بڑھ گیا، فریال نے بھی اس کی تقلید کی، وہ اسے لاؤنج میں لے آیا، جہاں سنجیدہ اور امبر کے ساتھ علی بھی موجود تھا، ان تینوں کا حیرت سے برا حال تھا، نوخیز شاہ اور اس کے ہمراہ لڑکی..... او وہ تو کبھی لڑکیوں کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ ان کی حیرانگی بجا تھی۔

"یہ میرے دوست کی بہن ہے۔" اس نے سنجیدگی سے جھوٹ گھڑا۔ اس بار چونکنے کی باری فریال کی تھی، اس نے اپنے سے اونچے شخص کو سر اٹھا کر سراسیمگی سے دیکھا۔

"اوہ..... بھائی! ہم تو کچھ اور ہی سمجھ بیٹھے تھے۔" سنجیدہ معنی خیزی سے بول کر مسکرائی، اس کی مسکراہٹ میں امبر اور علی بھی شامل تھے، فریال سٹپٹائی۔

"ویسے ان دوشیزہ کا نام کیا ہے؟" علی نے استفسار کیا، نام اس کا نوخیز شاہ کو بھی معلوم نہیں تھا، اس نے فریال کو دیکھا، فریال نے دھیمی آواز میں اپنا نام بتایا، جو اس کے ساتھ کھڑے نوخیز شاہ کے علاوہ کسی اور نے نہیں سنا تھا۔

"اس کا نام فریال ہے، اس کے بھائی کو بیرون ملک میں جاب ملی ہے، اس لیے اس کا کہیں اور بہتر ٹھکانہ نہیں تھا تو اس نے اس کی ذمے داری مجھے دے دی۔" نوخیز شاہ نے اپنے طور اس کا حوالہ دیا۔

"آپ نے بالکل ٹھیک کیا، ہم سب اس کا بہت خیال رکھیں گے۔" امبر نے اس کے گرد بازو حمائل کیے، وہ سمجھ گئی تھی کہ اجنبی ماحول میں فریال گھبرا گئی ہے اور نروس ہو رہی ہے۔ فریال کے لیے تو یہی دلی سکون کا باعث تھا کہ نوخیز شاہ جھوٹ نہیں بول رہا تھا، اس کے دل میں اس کے لیے جو بھی خدشات تھے وہ تمام دور ہو گئے تھے، وہ واقعی میں سچ بول رہا تھا، وہ اسے اپنے گھر لے آیا تھا، وہ خود کو محفوظ سمجھ رہی تھی۔

"اس کا مطلب یہ بھی ہمارے ساتھ فیصل آباد جا رہی ہیں؟" علی نے اس کی طرف شہادت کی انگلی اٹھا کر پوچھا۔

"تو کیا یہ گھر میں اکیلی رہے گی؟" نوخیز شاہ کو اس کے بے جا سوال سے چڑ ہوتی تھی، علی اس کے تیور دیکھ کر وہیں چپ ہو گیا۔

"انہیں کھانا کھلا دیں اور میرے لیے روم میں بھجوا دیں، دس بجے ہمیں نکلنا ہے، جب تک تیار رہنا۔" نوخیز شاہ بول کر اپنے روم میں چلا گیا۔

"کیا ضرورت تھی اسے یہاں لانے کی؟" سنجیدہ کو وہ پسند نہیں آئی تھی، اس نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار وہیں پر کر دیا، یہ بھی نہیں سوچا کہ فریال کو کیسا لگے گا، امبر نے اسے گھورا۔

"سنجیدہ! ایسا نہیں بولتے، اور فریال! تم اسے اپنا گھر ہی سمجھنا اور مس سنجیدہ کی باتوں کا برا مت منانا، کیونکہ یہ تو پاگل ہے۔" امبر نے بات مذاق میں اڑائی، اسے بھی سنجیدہ کی یہ خود غرضی بری لگتی تھی، فریال کو اتنا برا نہیں لگا تھا کیونکہ اس نے خود کو پہلے ہی ایسی باتوں کے لیے تیار کر رکھا تھا، وہ تو نوخیز شاہ کے رویے پر بے حد حیران ہو رہی تھی، نوخیز شاہ نے اس کے لیے سب سے جھوٹ کیوں بولا، اس نے سب کو سچ کیوں نہیں بتایا؟ اب اسے اس کی وجہ کچھ کچھ سمجھ بھی آ رہی تھی، اس کی

نظروں میں نوخیز شاہ کی عزت بڑھ گئی تھی۔ اس نے ایک بے سہارا لڑکی کو سہارا دیا تھا۔

"میں نوخیز بھائی کی بڑی بہن امبر اور یہ سنجیدہ چھوٹی بہن ہے۔ ویسے نوخیز بھائی سب سے بڑے ہیں۔ ہم بس تین ہی بہن بھائی ہیں۔ ماما اور ڈیڈ پہلے ہی فیصل آباد پہنچ چکے ہیں۔" امبر نے خوش اخلاقی سے تعارف کرایا۔ فریال نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اور یہ ہمارا کزن علی ہے۔ یہ کسی کام سے یہاں آیا تھا، واپس ہمارے ساتھ جائے گا۔ ویل! تم آؤ کھانا کھا لو، پھر تھوڑی تیاری بھی کرنی ہے۔" امبر بے تکلفی سے اسے ڈائننگ ٹیبل پر لے آئی۔ اسی دن احد کو بھی عدالت نے آٹھ سال کی سزا سنائی تھی۔

☆............☆............☆

تین بار اطلاعی ہارن بجا کر اب ٹرین دھیرے دھیرے رینگ رہی تھی۔ موسم میں نہ گرمی تھی نہ سردی تھی لیکن فریال کے دل کا موسم اچھا نہیں تھا۔ بے چینی سی تھی، وہ لوگوں سے سامنا کرنے سے ڈر رہی تھی۔ احساس کمتری نے اسے اتنا گھیرا ہوا تھا کہ وہ کسی کے آگے بولنے سے بھی گھبراتی تھی۔ علی اور سنجیدہ جانے کون سی باتیں کر کے ہنس رہے تھے۔ سامنے والی برتھ پر نوخیز شاہ اکیلا بیٹھا ہوا تھا وہ جانے کن سوچوں میں غلطاں تھا۔ امبر محویت سے کوئی میگزین پڑھ رہی تھی۔ ایک پل کے لیے فریال اور نوخیز شاہ کی نگاہیں آپس میں ٹکرائیں۔ فریال نے یکدم اپنی نگاہیں جھکالیں۔ اسے نوخیز شاہ کے سخت انداز سے ڈر لگتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ہمیشہ غصہ اسے نظر آتا تھا۔

"تم گونگی ہو کیا؟" سنجیدہ نے اسے کہنی مار کر استہزائیہ پوچھا۔ جواب میں وہ خاموش رہی۔

"تمہاری طرح بڑبڑ جو نہیں کرتی، اس لیے یہ تمہیں گونگی لگتی ہے۔" امبر نے اسے ڈپٹنے والے انداز میں کہا۔

"سنجیدہ کی باتوں کا کبھی بھی برا مت منانا۔" سنجیدہ کے رویے پر امبر کو ندامت ہو رہی تھی۔ فری اتنی معصوم اور بھولی تھی کہ امبر کو اس پر پیار آتا تھا۔

"میں برا نہیں مانتی۔" وہ بھی نرمی سے بولی۔

"ہوں..... تم نروس بہت ہو جاتی ہو۔ بس خود میں اعتماد پیدا کرو، سب کو اپنا سمجھو۔" میگزین بند کر کے رکھتے ہوئے اس نے پیار سے سمجھایا۔

"جی..... ہم فیصل آباد کیوں جا رہے ہیں؟" ہوا کے ٹھنڈے ٹھنڈے تھپیڑے اس کے چہرے کو چھو کر گزر رہے تھے۔

"میری خالہ کی سب سے بڑی بیٹی رامنا کی شادی ہے۔ جیسا کہ تم جانتی ہو کہ میں ڈاکٹر ہوں، تو بس میں پہلے نہیں جا سکتی تھی، کچھ ضروری مصروفیات تھیں، اور بھائی بھی کسی کیس میں الجھے ہوئے تھے، جبکہ سنجیدہ کے ایگزامز ہو رہے تھے، اس لیے ہم پہلے جا ہی نہیں پائے، جبکہ ماما، ڈیڈ پہلے ہی شرکت کے لیے چلے گئے اور کہتے ہیں نا کہ جو ہوتا ہے وہ اچھے کے لیے ہوتا ہے، اگر ہم پہلے چلے جاتے تو شاید تم ہمارے ساتھ نہ ہوتیں۔" اس کا لہجہ شگفتہ تھا۔

"وہاں سب مجھے کیا سمجھیں گے؟" جس بات سے وہ پریشان تھی آخر پوچھ بیٹھی۔

"تم ایس پی صاحب کے دوست کی بہن ہو، سب تمہیں بہت پیار دیں گے۔" امبر نے اس کا چہرہ تھام کر مسکرا کر

جواب دیا، وہ خاموش ہوگئی۔ نوخیز شاہ اوپر والے برتھ پر جا کر سو چکا تھا، اب سنجیدہ اس کے سامنے والے برتھ پر بیٹھی تھی، جبکہ علی بھی اوپر جا کر سو چکا تھا۔

"یہ..... رات کے پہر کس سے چیٹ ہو رہی ہے؟" امبر نے سنجیدہ کو مخاطب کیا جو اپنے سیل فون پر میسج ٹائپ کرنے میں مگن تھی۔

ایک ہی تو پاگل ہے جو راتوں میں بھی نہیں سوتا۔" سراج کے ذکر پر اس کا لہجہ فخر اور غرور سے ملا جلا ہوا تھا۔

"تم بھی کم پاگل نہیں ہو۔" میگزین پر انگلیاں پھیرتے ہوئے اس نے نگاہیں اٹھا کر کہا، سنجیدہ نے امبر کو گھورا، وہ کھلکھلا کر مسکرادی، فریال سیٹ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہوئے تھی۔

"فری! تمہیں نیند آ رہی ہے تو سو جاؤ۔" اس نے فریال کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے کہا۔ اس نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر سر نفی میں ہلایا۔ امبر دوبارہ اپنا میگزین کھول کر ورق پلٹتے ہوئے اس میں مصروف ہوگئی، وہاں موجود تمام نفوس خاموش تھے۔ اسے نیند نہیں آ رہی تھی، وہ بے دھیانی میں کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی، کھڑکی سے باہر ہر طرف گھپ اندھیرا تھا، ٹرین پوری رفتار کے ساتھ چل رہی تھی۔

وہ فیصل آباد پہنچ چکے تھے، امبر اور سنجیدہ ایکسائٹڈ ہو رہی تھیں، گھر بھی مہمانوں سے بھرا ہوا تھا، زیبا نے نوخیز شاہ کا ماتھا چوما، امبر نے فریال کا سب سے تعارف کروایا، وہ ان کے درمیان بھی نروس ہو رہی تھی۔ ان کے ماموں کی فیملی بھی وہاں موجود تھی۔ ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا، ماریہ، انعم، سحرش اور میرزا، جبکہ خالہ کے تین بچے لاریب، رامنا اور علی تھے۔

☆............☆............☆

مایوں کا فنکشن ہو چکا تھا، رامنا کو مایوں بٹھالیا گیا تھا اور اب مہندی کا فنکشن تھا، جس کا اہتمام گھر میں ہی کیا گیا تھا۔ تمام لڑکیاں اپنی تیاریاں بڑھ چڑھ کر کر رہی تھیں، فریال محویت سے سب کا جائزہ لے رہی تھی۔

"یار انعم! ذرا یہ نیل پالش مجھے بھی دینا، میرے ڈریس کا کلر بھی یہی ہے۔" لاریب اس کے ساتھ کارپٹ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"یہ ہمیشہ تمہارے ڈریسز کے کلر میرے ڈریسز جیسے ہی کیوں ہوتے ہیں؟" انعم ڈھٹائی سے بولی۔

"بس جی، یہ اتفاق ہو جاتا ہے، اب تم میرے کام نہیں آؤ گی تو کون آئے گا؟" لاریب بھی کم کہاں تھی۔ سحرش اور ماریہ آئینے کے آگے کھڑیں جانے اپنے چہروں پر کیا کیا لگا رہی تھیں۔

"ہیلو گرلز!" میرزا جھٹکے سے دروازہ کھول کر روم میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے علی بھی تھا، میرزا بہت شریر تھا جبکہ علی صرف ہنسنے میں ماہر تھا۔

"آہ..... !" وہ سحرش کے چہرے پر لگی کریم دیکھ کر ہارے ڈر کے پیچھے ہٹا۔ سب اس کی حرکت پر بے ساختہ ہنس دیئے۔

"تمہیں یہاں آنے کس نے دیا؟" لاریب نے اسے آن لیا، جو دل ہی دل میں اسے پسند بھی کرتی تھی۔

"میں تو اپنی رضامندی سے آیا ہوں۔" وہ کالر اچھال کر اس کے آگے سے ہٹ گیا۔

"کیسی ہو سسٹرز؟" وہ سنجیدہ اور امبر سے اب مل رہا تھا۔

"بڑے ہینڈسم لگ رہے ہو۔" سنجیدہ نے دوستانہ انداز میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سراہا۔

"تو یار! اپنی کسی خوبصورت فرینڈ سے میرے بارے میں بات کرو ناں۔" اس نے بے حد بھولی شکل بنائی، لاریب نے تیوریاں چڑھا لیں۔

"یہ دوشیزہ کون ہیں؟" اچانک اس کی نظر فریال پر پڑی، فریال اسے ہی دلچسپی سے دیکھ رہی تھی، اس نے سٹپٹا کر رخ پھیر لیا۔

"یہ بھائی کے فرینڈ کی سسٹر ہیں۔" امبر نے تعارف کروایا۔

"السلام علیکم!" وہ نہایت مودب انداز میں بولا، سب کی ہنسی چھوٹ گئی اور فریال نے زیر لب سلام کا جواب دیا۔

"یار! اب سلام کرنے پر بھی تم لوگ ہنس رہے ہو، کمال کرتے ہو۔" اس نے سب کو گھورا۔

"یہ پیلا دوپٹہ اوڑھے کون بیٹھی ہیں؟" اب وہ رعنا کی طرف متوجہ ہوا۔

"میرزادا! دلہن کے ساتھ مذاق نہیں کرتے۔" سحرش نے اسے جھڑکا۔

"کون سی کتاب میں لکھا ہوا ہے؟" سینے پر دونوں بازو لپیٹ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"بہت بدتمیز ہو۔"

"وہ تو میں ہوں۔" نگاہیں اس کی فریال پر مرکوز تھیں۔

"دلہن مایوں کے بعد چہرہ لڑکوں کو نہیں دکھاتی۔" انعم نے خود سے چھوٹے بھائی کو بڑے نرم لہجے میں سمجھانا چاہا، علی اس وقت بھی بے وجہ ہنس رہا تھا۔

"فٹے منہ..... لیکن ایسا کیوں؟"

"کہتے ہیں لڑکوں کو چہرہ نہ دکھانے سے دلہن پر بہت خوبصورتی آتی ہے۔" فاصلے پر کھڑی ماریہ نے جواب دیا، یہ سنتے ہی میرزادا نے زوردار قہقہہ لگایا۔

"یہ سب بے وقوفیاں ہیں، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تم لوگ اپنے سسرال والوں کو دھوکا دے رہے ہو۔" وہ ٹھوڑی پر انگلی رکھتے ہوئے مزے سے بولا۔

"بس جی! رسمیں ہیں، نبھانی تو پڑیں گی۔" سحرش نے مسکرا کر کہا۔

"ارے یار! مت کرو ان پرانی رسموں کی تقلید۔"

"رسمیں ہی تو ہیں جو ایک دوسرے کو آپس میں جوڑے رکھتی ہیں، اور ہم سب انجوائے کرتے ہیں۔" لاریب بھی گفتگو میں شامل ہوئی۔

"لیکن میں تو ان مایوں وغیرہ کے چکر میں نہیں پڑوں گی۔" اس کے پہلو میں بیٹھی سنجیدہ نے چٹکی بجا کر کہا۔

"ہاں وہ تو سب جانتے ہیں تم تو مایوں کے دن بھی باہر گھومتی ہوئی نظر آؤ گی، وہ بھی جینز پینٹ میں۔" اس نے سنجیدہ کو بھی نہیں بخشا۔ سنجیدہ نے اس کے شولڈر پر مارا۔

"اب اسے یہاں سے نکالو، یہ کچھ زیادہ ہی بول رہا ہے۔" لاریب کو اس پر غصہ آ رہا تھا جو مسلسل اسے اگنور کر رہا تھا، یہ

پسند بھی یک طرفہ تھی، لاریب جتنا اس کے قریب آنا چاہتی تھی، وہ اسے اتنا ہی اگنور کرتا تھا، اسے لاریب سے چنداں خاص دلچسپی نہیں تھی۔ سنجیدہ اور انعم نے ان دونوں کو زبردستی روم سے باہر نکالا۔ فریال جانے کتنی دیر سے مسکرا رہی تھی۔

امبر اسی دن فریال کی کچھ شاپنگ کر کے آئی تھی، فریال گم صم بیٹھی تھی، اپنا آپ بہت چھوٹا لگ رہا تھا ان سب کے بیچ، وہ کمی محسوس کر رہی تھی، اندر ہی اندر احساس کمتری ہو رہی تھی، حالانکہ امبر نے ان سب جیسا ڈریس اس کے لیے بھی خرید کر رکھی تھی.....!

☆............☆............☆

لائٹ پرپل کلر کے ڈریس میں وہ پہلے سے مختلف اور خوبصورت لگ رہی تھی، لائٹ میک اپ اور کھلے بالوں میں وہ پہلے والی فریال سے ہٹ کر لگ رہی تھی، اس طرح اس نے خود کو کبھی بھی نہیں سجایا تھا۔ وہ خود کو بھی سب کے برابر سمجھ رہی تھی۔

"آپ یہاں سائیڈ میں کیا کر رہی ہیں، سب کے درمیان چل کر انجوائے کریں۔" میرزادا جانے کب اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"نہیں، مجھے یہاں ہی اچھا لگ رہا ہے۔" وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی۔

"ویسے آپ آج نائس لگ رہی ہیں، بیسٹ آف لک۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے اس کے مقابل آیا، وہ بھی بلیک شیروانی میں ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

"میرا نام میرزادا ہے اور آپ کا؟" اس کی طرف انگلی کر کے اس کا نام جاننا چاہا۔

"فریال۔" سر جھکا کر مختصراً جواب دیا۔

"ہم م م م م..... اوکے جناب! اگر کوئی یہاں پریشانی ہو تو بلا جھجک مجھ سے کہہ دینا۔" اس کے لب و لہجے میں بہت اپنائیت تھی، اجنبی لڑکوں سے اس نے کبھی بھی بات نہیں کی تھی۔ میرزادا کا شوخ انداز اسے اچھا لگ رہا تھا اور اگر وہ اس سے بات کر بھی رہا تھا تو فریال کو برا نہیں لگ رہا تھا، بلکہ خود اس میں بھی اعتماد پیدا ہو رہا تھا۔ مہندی کی تقریب شروع ہو گئی تھی، نو خیز شاہ کو یہ شور و غل پسند نہیں تھا، اس لیے وہ بزرگوں کی محفل میں بیٹھا تھا۔

"فریال! آؤ سب لڈی ڈال رہی ہیں، تم بھی آ جاؤ، بہت مزا آئے گا۔" امبر اس کے بازو کو کھینچتے ہوئے عجلت میں بولی۔

"نن..... نہیں..... مجھے نہیں آتی۔" وہ گھبرائی۔

"ارے جیسی بھی آتی ہے کرو، وہ دیکھو سب کر رہی ہیں۔"

"نہیں پلیز باجی! میں صرف دیکھ لیتی ہوں۔" اس نے نفی کی۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے، میرے ساتھ آؤ۔" وہ اسے زیبا کے پاس لے آئی۔

"کا نیز! یہ سب مجھے نہیں آتا، میں بس تقلید کروں گی، ہنسنا مت۔" سنجیدہ آڑے ترچھے اسٹیپ کرتے ہوئے بولی۔

"میرے سر تے چھلاں دی تھالی۔" وہ سب گول دائرے میں ایک جیسے اسٹیپ کرتے ہوئے بہت پیاری لگ رہی تھیں، گول دائرے کے درمیان میں بے شمار دیے رکھے ہوئے تھے جو موقع کی مناسبت سے بہت اچھے لگ رہے تھے بالکل ایک چاند کی مانند۔

"یہ سب ہو کیا رہا ہے؟" لڈی ختم ہوتے ہی میرزاد و پولیس یونیفارم میں برآمد ہوا۔ گویا وہ نوخیز شاہ کی نقل کر رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی سب کے قہقہے گونج اٹھے۔

"ایس پی نوخیز شاہ کی موجودگی میں ایسی گستاخی" ۔اس نے تن کر سب کو دیکھا۔

"فی الحال تم پیچھے مڑ کر دیکھو"۔ سنجیدہ نے ہنسی دباتے ہوئے کہا اور وہ جیسے ہی پیچھے مڑا، نوخیز شاہ سینے پر دونوں بازو لپیٹے اسے گھور رہا تھا، میرزادو تو مارے گھبراہٹ کے اچھل پڑا۔

"بھائی..... آپ..... میں تو بس جسٹ مذاق.....!" اس کا رنگ پھیکا پڑ گیا، اس کی اس حرکت پر ہنسی نوخیز شاہ کو بھی آ رہی تھی، لیکن وہ خود پر کنٹرول کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے، جاؤ چینج کر لو"۔

"او کے.....!" وہ ادھر ادھر دیکھے بنا بڑے بڑے قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ گیا، نوخیز شاہ کے ہونٹوں پر مبسم مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"ارے نوخیز بھائی! ذرا لیٹ آتے ناں، وہ اتنی زبردست ایکٹنگ کر رہا تھا آپ کی"۔ ماریہ ہی ہی کرتے ہوئے بولی۔ فریال کے رخساروں پر مسکراہٹ دیکھ کر وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا، وہ کتنی معصوم اور سادہ لگ رہی تھی، وہ مسکراتی ہوئی اسے بہت بھا رہی تھی، اس کی خود کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔ تمام لڑکیوں نے اپنے ہاتھ مہندی سے سجا لیے، یونہی ہنستے مسکراتے مہندی کا فنکشن اختتام پذیر ہوا۔

☆..........☆..........☆

نوخیز شاہ سب سے الگ لان میں بیٹھا تھا اور نیوز پیپر محویت سے پڑھ رہا تھا، لیکن اس کی یہ محویت میرزادو اور فریال نے توڑی تھی، وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے لان میں ہی آ رہے تھے، یا شاید گزر رہے تھے اسے سمجھ نہیں آیا۔

"فریال جی! میں بہت پر تکلف قسم کا بندہ ہوں، سو کیا میں آپ کو تم کہہ کر مخاطب کر سکتا ہوں؟" میرزادو اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملاتے ہوئے بڑے پر تکلف انداز میں پوچھ رہا تھا، نوخیز شاہ نے اخبار کو تھوڑا سا سرکا کر دیکھا۔

"جی بالکل"۔ وہ زیر لب مسکرائی، وہ میرزادو سے کافی گھل مل گئی تھی۔

"شکریہ جناب! ویسے تمہارے ہاتھوں پر مہندی کا رنگ بہت گہرا آیا ہے، مطلب تمہیں بہت پیار کرنے والی ساس ملے گی"۔ میرزادو چلتے چلتے رک گیا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر گویا ہوا اور وہ سر جھکا کر ہنس دی، اس نے تو کبھی یہ بھی نہیں سوچا تھا کہ اس کی شادی بھی ہو گی۔ میرزادو کی آواز نوخیز شاہ کی سماعتوں سے ٹکرائی، اس کا فریال سے اتنا پر تکلف ہونا اسے برا لگا، اس نے اخبار اپنے چہرے کے آگے سے ہٹا کر اپنے سے کچھ فاصلے پر کھڑے ان دونوں کو ترچھی نگاہوں سے دیکھا۔

"کیا تم ایسی باتوں پر یقین رکھتے ہو؟" وہ چلتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"کچھ خاص تو نہیں، بس میں نے بھی سنا ہے، پر تم بہت پیاری اور معصوم ہو، تمہاری ساس واقعی میں تمہیں بہت پسند کریں گی"۔ میرزادو کی سحر انگیز آواز نوخیز شاہ کو بے قرار کر رہی تھی، اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"میں ایسی باتوں پر بہت کم یقین رکھتی ہوں"۔ سر پر نفاست سے دوپٹہ اوڑھے ہوئے اور دھلے دھلائے چہرے

میں ایک انوکھی کشش تھی، وہ اپنی اس کشش کے چند موتی انجانی قوت سے نوخیز شاہ کی طرف بڑھا رہی تھی اور وہ بس اندر ہی اندر اپنی حالت پر پریشان تھا، اپنے اندر کے ان انوکھے جذبات سے بالکل انجان تھا۔ نوخیز شاہ بظاہر نیوز پیپر پڑھ رہا تھا، لیکن اس کی پوری توجہ کا مرکز وہ دونوں ہی تھے۔

"میرزادو! تم یہاں کھڑے باتوں میں مصروف ہو، گھر میں شادی کا ماحول ہے، اتنے سارے کام باقی ہیں، وہ کون کرے گا" نوخیز شاہ سے رہا نہ گیا، اخبار دوسری چیئر پر اچھال کر کھڑا ہو گیا، وہ دونوں چونک اٹھے۔

"بھائی! میں سب کام ختم کر کے ہی یہاں آیا ہوں"۔ اس نے مودب لہجے میں اس کے پاس آ کر کہا۔

"جاؤ خالہ سے پوچھو، گھر میں ہزاروں کام ہوتے ہیں، جا کر مدد کرواؤ"۔ اس کا انداز سخت تھا، میرزادو سر ہلا کر اندر کی جانب چلا گیا۔

"اور تم مجھے ایک گلاس پانی لا کر دو"۔ اس نے فریال کو آواز دی، وہ بھی سر ہلاتی ہوئی میرزادو کے پیچھے چل پڑی اور پھر پانچ منٹ بعد پانی کا گلاس لیے اس کے پاس آئی۔ نوخیز شاہ کو اس کی مہندی دیکھنے کا اشتیاق ہوا تھا اور محض اسی لیے اس نے فریال سے پانی منگوایا تھا اور واقعی میں اس کے ہاتھوں میں بہت رنگ آیا تھا۔ پانی پیتے ہوئے وہ بغور اس کے حنائی ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا، پانی ختم کر کے اسے گلاس واپس کیا اور وہ چلی گئی، نوخیز شاہ کو اپنی اس حرکت پر بہت غصہ آ رہا تھا، اس نے اپنی زندگی میں سینکڑوں لڑکیاں دیکھی تھیں، لیکن ان سب میں وہ نہیں تھا جو فریال میں تھا، اس میں ایک ایسی کشش تھی جو انسان کو خود کی طرف متوجہ کرتی تھی۔ وہ ایک ایسی ڈوری میں بندھتا جا رہا تھا۔ جس کا کوئی سرا نہ تھا، اس نے فضا میں طویل سانس خارج کی، وہ بہت دیر تک خود پر ملامت کرتا رہا۔

☆..........☆..........☆

رسم و رواجوں اور بزرگوں کی دعاؤں سمیت لاشعہ کو رخصت کر دیا گیا، شادی میں وہ پیاری لگ رہی تھی، لہٰذا اس کی رخصتی کے بعد وہ سب بھی واپس گھر لوٹ آئے، میرزادو بہت افسردہ تھا، فریال کے ساتھ جتنا بھی اس نے وقت گزارا تھا وہ بہت اچھا اور دلچسپ تھا۔ زندگی اب سے رخ پر چل آئی تھی، وہ گھر میں زریاب کے ساتھ ہر کام میں ہاتھ بٹاتی، اس طرح ان کی فکر بہت کم ہو گئی تھی، دا سیر ہاسپٹل میں بزی ہو گئی تھی، اور نوخیز شاہ دوبارہ کسی کیس میں الجھ گیا تھا۔

☆..........☆..........☆

"یہ غلط بات ہے سنجیدہ! میں تمہارا کتنا انتظار کرتا رہا اور تم نے ایک فون کال کرنے کی بھی زحمت نہیں کی"۔ اس نے نرمی سے شکوہ کیا۔

"ارے..... جھوٹ مت بولو، دو بار کال کی تو تھی"۔

"ہاں بس دو دو، دو منٹ کی"۔ وہ بچوں کی طرح منمنا کر بولا۔

"تم ایسی حرکتوں سے بالکل بچے لگتے ہو"۔

"جی ابھی بچہ تو ہوں، اپنے والدین کے لیے"۔ وہ مسکرایا۔

"او کے، اب چائے پی لو"۔ اس نے ایک کپ سنجیدہ کی طرف بڑھایا اور دوسرا اپنے لبوں سے لگا لیا۔

"تم چائے بہت اچھی بناتے ہو، شادی کے بعد چائے بنانے کی ذمہ داری تمہاری ہی ہو گی"۔ وہ کپ میں سے

آزاد ہوتی ہوئی بھاپ کو غور سے دیکھتے ہوئی بولی۔

"جو حکم... ویسے تو مجھے گھر کا ہر کام آتا ہے اور اب بھی پورا کام خود کرتا ہوں، لگتا ہے بعد میں بھی خود ہی کو کرنا ہوگا کیونکہ تمہیں تو کچھ آتا نہیں"۔ اس نے سنجیدہ کی پیشانی پر ہلکی سی چپت لگائی۔

"میں تو چاہتی ہوں کہ تم آفس سے آؤ اور بس آرام کرو، اگر تم مجھے کچھ سکھاؤ گے تو آئی ایم شور، میں سیکھ جاؤں گی"۔ اس کے لیے یہی بہت تھا کہ وہ اس کی اتنی عزت کرتا تھا۔

"تم تو پھولوں جیسی ہو، تم سے معمولی کام کروا کر تمہیں تکلیف نہیں دوں گا"۔ وہ مسکرایا تو سنجیدہ کی مسکراہٹ بھی گہری ہوگئی۔

"سراج! تم اپنے والدین سے ہمارے بارے میں بات کر کے انہیں رشتے کے لیے کیوں نہیں بھیج دیتے؟ میں اس گھر میں تمہاری بیگم بن کر ہمیشہ کے لیے آنا چاہتی ہوں"۔

"کیا تمہارے گھر والے راضی ہوں گے؟" سراج کو ہمیشہ یہی پریشانی رہتی تھی۔

"کیوں نہیں ہوں گے؟ آخر تم میں کمی ہی کیا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ میں تمہیں پسند کرتی ہوں، تمہیں ہی اپنا ہمسفر بنانا چاہتی ہوں، تم ایک بار اپنے والدین کو بھیج کر تو دیکھو، باقی کا کام میں خود سنبھال لوں گی"۔ اس کے ہاتھ پر ہلکے سے دباؤ ڈال کر اسے ہمت دلائی۔ وہ طارق شاہ کی ایک کمپنی میں منیجر کی حیثیت سے جاب کرتا تھا اور کمپنی ہی کی طرف سے دیے ہوئے تین کمروں کے فلیٹ میں رہتا تھا، اسے تقریباً چار سال ہوگئے تھے، وہ ہر کام ایمان داری سے کرتا تھا اس کے لیے یہ بات ہمیشہ پریشانی کا باعث ہوتی تھی کہ کیا طارق شاہ اتنی جلدی اپنی بیٹی کی شادی اس سے کردیں گے اور اس سے بڑھ کر اس کی ایک اور بڑی پریشانی تھی، جو اس نے سنجیدہ سے بھی پوشیدہ رکھی تھی، سنجیدہ کو یہ خبر تھی سراج کی فیملی گاؤں میں رہتی ہے، اور وہ یہاں جاب کرتا ہے، لیکن اس کے پیچھے اور ایک وجہ تھی، مگر وہ ڈرتا تھا اسے بتاتے سے۔

"کیا شادی ابھی ضروری ہے؟" اس نے پہلو بدلا۔

"تو کیا تم میرے ساتھ ٹائم پاس کر رہے ہو؟" اس نے دوٹوک لہجے میں پوچھا، سراج نے تڑپ کر نفی میں سر ہلایا۔

"ایسا مت کہو، تم میری زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی ہو، جسے میں نے چاہا اور تم ہی سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں"۔ وہ تاسف بھرے لہجے میں بولا۔

"اور تم بھی جانتے ہو کہ تم بھی پہلے لڑکے ہو جسے سنجیدہ طارق شاہ نے پسند کیا ہے"۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی، اسے سراج کا انکار اچھا نہیں لگا تھا، وہ بھی کھڑا ہوگیا۔

"سنجیدہ! میری اس بات پہ چلے تو میں تمہیں آج ہی اپنا لوں"۔ اس نے خفا کھڑی سنجیدہ کو شانوں سے پکڑ کر خود کی طرف رخ کرتے ہوئے وارفتگی سے کہا، اس نے ناراضی سے آنکھیں گھمائیں۔

"میں بہت جلد اماں، ابا سے بات کروں گا"۔ اس کی آواز تشویش زدہ تھی۔

"سچ میں؟" وہ یکدم بچوں کی طرح اپنی ناراضی بھلا کر خوش ہوگئی۔

"جی میڈم!" اس نے مودب انداز میں ذرا سر جھکایا، وہ ایک دوسرے کو ہی اپنا سب کچھ سمجھتے تھے، ان دونوں کی پہلی ملاقات کچھ اچھے انداز میں نہیں ہوئی تھی۔

"دیکھ کر نہیں چل سکتے؟" سراج کے ساتھ بری طرح ٹکرا ہو جانے پر وہ نخوت سے بولی۔

"مس! دیکھ کر آپ نہیں چل رہی تھیں"۔ اسے غصہ آیا۔

"ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری"۔ وہ تنک کر بولی۔

"میں نے چوری نہیں کی"۔

"اف...!" وہ اپنا سر سہلاتے ہوئے بولی۔

"جی... !" وہ ٹھٹھر یہ بولی۔

"سنجیدہ بیٹا! ادھر آنا"۔ طارق شاہ نے اسے بلایا۔

"تمہیں تو میں دیکھ لوں گی"۔ اسے وارن کرکے وہ ٹک ٹک کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی اور پھر اسی دن سراج کو معلوم ہوا کہ وہ طارق شاہ کی صاحبزادی ہے، لیکن اس بات کی اسے پروا نہیں تھی، وہ اگر بدتمیزی کررہی تھی تو اس کا جواب دینا ضروری تھا۔ وہ غلط بات برداشت کرنے والوں میں سے نہیں تھا، وہ پہلے آفس آنے میں کوفت محسوس کرتی تھی لیکن اب سراج کو تنگ کرنے کے بہانے آجایا کرتی تھی اور وہ اسے دیکھتے ہی سر پکڑ لیتا اور پھر معلوم ہی نہ ہوسکا اور دھیرے دھیرے یہ لڑائی پسند میں بدل گئی۔

☆..........☆..........☆

عدالت نے احد کو آٹھ سال کی سزا سنادی تھی، نوخیز شاہ کے بتانے پر اسے بہت تکلیف ہوئی تھی، پھر نوخیز شاہ کے ساتھ اپنے گھر جاکر اس نے تمام مختصر سامان ایک کمرے میں رکھ کر تالا لگا دیا اور گھر کرائے پر دے دیا، یہ مشورہ بھی نوخیز شاہ ہی کا تھا۔

"تم یہ مت سمجھنا کہ تم ہم پر بوجھ ہو اور ہم چاہتے ہیں کہ تم اپنا خرچ خود کرو، بلکہ میری یہ سوچ ہے کہ کوئی بھی چیز بے کار نہیں ہوتی ہے، اگر کوئی چیز آپ کو فائدہ دے سکتی ہے تو آپ کو بھی اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ یوں تمہارا گھر بھی آباد رہے گا، اور کچھ رقم بھی آجائے گی"۔ واپس آتے ہوئے اس نے نہایت سنجیدگی سے سمجھایا، جواب میں اس نے اثبات میں سر ہلایا، اس نے اپنی بات بہت خوبصورتی کے ساتھ پیش کی تھی، اس کی بات بالکل درست تھی، خود فریال کو بھی اچھا لگ رہا تھا، نوخیز شاہ کے لیے اس کا دل بھی صاف ہوگیا تھا۔

☆..........☆..........☆

نوخیز شاہ کی آنکھیں سرخ اور اعصاب تنے ہوئے تھے، چہرے پر کھروچ کے نشانات تھے، زیبا تو اسے دیکھتے ہی حواس باختہ ہوگئیں۔

"یہ کیا ہوا نوخیز؟"

"کچھ خاص نہیں مام! بس تھوڑی ہاتھا پائی ہوگئی تھی"۔ نچلے ہونٹ سے خون کی بوند کو صاف کرتے ہوئے جواب دیا۔

"انہی باتوں سے ہی مجھے ڈر لگا رہتا ہے، ایسے کام تم کرتے ہی کیوں ہو؟" وہ رو پڑیں۔

"کم آن مام! مجھے کوئی گولی نہیں لگی، بس تھوڑا سا ہی ہے، ٹھیک ہوجائے گا، اس میں رونے کی کیا بات ہے؟" وہ ان کے کندھے [illegible] کھڑی سے بولا۔

"چلو اب میرے ساتھ، امبر ذرا فرسٹ ایڈ باکس لے کر آنا۔" انہوں نے امبر کو آواز دی، اور امبر دوڑی چلی آئی، فریال چپکے چپکے دیکھ رہی تھی، اسے برا بھی لگ رہا تھا۔ اسے روم میں آرام کرنے کے لیے کہہ کر وہ کچن میں چلی آئیں دودھ گرم کرکے گلاس میں انڈیلا۔

"فری! یہ ذرا توخیز کو دے آنا۔" ایک ہاتھ میں سیل فون اور دوسرے میں دودھ کا گلاس پکڑے وہ عجلت میں بولیں۔

"جی....!" گلاس تو لے لیا اب مشکل مرحلہ توخیز شاہ کے روم میں جا کر اسے گلاس دے کر آنا تھا۔ حسب توقع وہ بیڈ پر آرام کر رہا تھا، ایک بازو آنکھوں پر رکھا ہوا تھا، شاید اسے نیند آ گئی تھی، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی وہ اس کے بیڈ کے پاس آئی، روم میں نیم تاریکی تھی، وہ اسے جگا بھی تو نہیں سکتی تھی، وہ چند ثانیے کھڑی سوچتی رہی، جب وہ ٹس سے مس نہیں ہوا تو سائیڈ ٹیبل پر دودھ کا گلاس رکھ دیا، ایک بار اسے دوبارہ بغور دیکھا، شاید وہ گہری نیند میں تھا، وہ گہری سانس خارج کرکے الٹے پاؤں لوٹ گئی۔

اس کے جاتے ہی توخیز شاہ نے بازو اپنی آنکھوں سے ہٹایا، لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی، وہ اسے دو دن بعد دیکھ رہا تھا، وہ اس کے لیے جانے کیا محسوس کر رہا تھا، وہ اٹھ بیٹھا اور گہری سوچ کے ساتھ دودھ کا گلاس تھام لیا۔

طارق شاہ بھی فوراً گھر پہنچ چکے تھے، ایک تو گھر والے اتنا جلدی پریشان ہو جایا کرتے تھے اور انہیں یہ بات پسند نہیں تھی، لیکن توخیز شاہ نے انہیں یقین دلایا کہ اب وہ ٹھیک ہے، امبر اسے ساتھ ساتھ چیک بھی کر رہی تھی، طارق شاہ کی ضروری میٹنگ تھی اور وہ اسے ڈھیر ساری ہدایات دے کر چلے گئے۔

"بیٹا! اب ان میں سے کسی ایک لڑکی کا انتخاب کر لو۔" زیبا اس کے پاس ہمیشہ کی طرح ایک سے ایک خوبصورت لڑکیوں کی تصاویر لے کر آئی تھیں، اس نے ہمیشہ کی طرح اکتاہٹ بھری نگاہ ان تصاویر پر ڈالی، زیبا جلد از جلد اس کی شادی کر دینا چاہتی تھیں، یہ ان کا ارمان تھا، مگر وہ تھا کہ راضی نہیں ہوتا تھا۔

"ماما! مجھے فی الحال شادی نہیں کرنی۔" اس کے چہرے پر بیزاری کے تاثرات واضح دکھائی دے رہے تھے۔

"تیس برس کے ہو گئے ہو اور ابھی تک تمہارا یہی جواب ہے، آخر ایسا کب تک ہوتا رہے گا؟ اب کی بار میں تم سے پوچھوں گی بھی نہیں، لڑکی خود پسند کروں گی، پھر شادی کی ڈیٹ لے کر ہی تمہارے پاس آؤں گی۔" ناراضی سے بولتے ہوئے انہوں نے تمام تصویریں سمیٹ کر ایک طرف رکھ دیں، وہ بچوں کی طرح ان کے گھٹنوں پر سر رکھ کر سیدھا ہو کر لیٹا، وہ ایک ہی ہستی تھیں جس کے ساتھ توخیز شاہ بالکل نرم پڑ جاتا تھا، ان کے ساتھ بچہ بن جاتا تھا، اور ان سے تقریباً اپنی ہر بات شیئر کرتا تھا۔

"میں تو ہمیشہ سے تمہارے پولیس آفیسر بننے کے خلاف تھی ـــــ تمہارے ڈیڈ اور تمہارے دادا ابو کو ہی بہت شوق تھا۔" دھیرے دھیرے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتی ہوئی وہ تاسف سے بولیں۔

"اب پولیس سے آپ کو شکایت کیوں ہونے لگی؟" ان کے ہاتھ تھام کر پیار سے پوچھا۔

"نہ دن دیکھتے ہو اور نہ رات، کسی بھی وقت ڈیوٹی نبھانے چلے جاتے ہو، کبھی تو تمہیں گھر آنے کا بھی وقت نہیں ملتا، کتنے کمزور ہو گئے ہو، نہ اپنی صحت پر توجہ دے پا رہے ہو اور نہ ہی اپنے گھر پر۔" وہ اس کے لیے بہت فکرمند تھیں۔

"ماما! یہ میرا خود کا بھی شوق ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ میں ایک ایماندار آفیسر ہوں، آپ اتنی فکر مت کیا کریں، مجھے

کچھ نہیں ہوگا۔" وہ اٹھ کر سیدھا ہو بیٹھا اور ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر تسلی دی۔

"اور جہاں تک شادی کی بات ہے تو میں چاہوں گا کہ پہلے میری بہنوں کی شادی ہو جائے پھر میں خود کے لیے سوچوں گا۔" وہ سنجیدہ اور امبر سے بہت محبت کرتا تھا۔

"سنجیدہ نے تو ابھی شادی کے بارے میں سوچا بھی نہیں ہوگا اور نہ ہی ابھی وہ اتنی ذمے دار ہے کہ وہ گھرداری سنبھال پائے گی اور جہاں تک امبر کی بات ہے تو وہ کسی طور شادی کے لیے نہیں مانے گی، اس نے ایک جگہ سے دھوکا کھایا ہے وہ دوبارہ کسی پر اعتبار نہیں کرے گی۔"

"ہر انسان ایک جیسا تو نہیں ہوتا، اور امبر میں کوئی کمی نہیں ہے، ہم دوبارہ اس کے لیے اچھا لڑکا دیکھیں گے، آخر وہ کب تک یوں تنہا زندگی گزارے گی؟"

"میں اس سے بات کرکے دیکھوں گی، لیکن اسے یہ نہ لگے کہ ہم اسے بوجھ سمجھ رہے ہیں۔" انہوں نے فکرمندی سے کہا۔

"امبر سمجھدار ہے، وہ ایسا کچھ نہیں سمجھے گی۔" اس نے پرسوچ انداز میں کہہ کر ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر حوصلہ دیا، وہ گہرا سانس لے کر رہ گئیں۔

☆......☆......☆

ساری رات اس نے آنکھوں میں کاٹی تھی، دل پر بوجھ تھا، بستر پر کروٹیں بدلتا رہا، اندر ہی اندر وہ بہت بے چین تھا، وہ سنجیدہ کو سب کچھ بتا دینا چاہتا تھا، وہ اس کے ساتھ بہت مخلص تھا، اسے سنجیدہ کی دولت سے کوئی غرض نہیں تھی، اگر غرض تھی تو بس سنجیدہ سے، بس وہ اسی سوچ میں رہا کہ اسے بتاؤں یا نہیں؟ اگر نہ بتایا تو وہ خود بے چین رہتا، اگر بتا دیتا تو سنجیدہ کے تاثرات نہ جانے کیا ہوں گے، بہت سوچنے کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ وہ سنجیدہ کو اپنی سچائی بتا دے گا۔

صبح اس کا آفس جانے کا بھی موڈ نہیں تھا، اس نے سنجیدہ کو گھر ہی بلا لیا اور تقریباً بارہ بجے وہ اس کے فلیٹ پر موجود تھی، بلیک ٹراؤزر اور پنک لانگ شرٹ میں وہ بہت دلکش لگ رہی تھی۔

"کیا بات ہے سراج! آج تم آفس بھی نہیں گئے اور یوں اچانک مجھے بھی گھر بلا لیا؟" اس نے گھر میں داخل ہوتے ہی استفسار کیا۔

"ایسے ہی۔" اس نے بات ٹالی۔

"ہوں.... مطلب تم مجھے بہت مس کر رہے تھے اور جناب نے مجھے بلا لیا۔" اس نے مس پر زور دیتے ہوئے شوخی سے کہا، وہ سراج کے چہرے پر پھیلی اداسی نہیں دیکھ پائی تھی، وہ بہت پریشان تھا، نہ تو سنجیدہ کے آنے پر اس کے چہرے پر خوبصورت تاثرات تھے اور نہ ہی آنکھوں میں خوشی کی چمک تھی۔ وہ تو آنے والے وقت کے لیے افسردہ تھا۔ وہ بے نیازی سے اس کے روم میں گئی اور صوفے پر براجمان ہوئی، جبکہ وہ چند ثانیے خاموش رہا۔

"سنجیدہ! میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔" لہجہ دھیما اور نرم تھا۔

"ہاں، بولو۔" وہ اس کی طرف مڑا اور گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

"سنجیدہ! میں جو ہوں، جیسا بھی ہوں، تمہیں مجھ سے پیار ہے ناں؟ میں جس طبقے سے تعلق رکھتا ہوں، یا میں کیسے

لوگوں میں سے ہوں، تمہیں اس بات سے اعتراض تو نہیں ہوگا ناں؟'' وہ اضطرابی کیفیت میں بولا، وہ اس کا یقین چاہتا تھا۔ سنجیدہ کا چہرہ فق پڑ گیا، وہ ناسمجھی کی کیفیت میں اسے دیکھ رہی تھی۔

''بات کیا ہے سراج؟ یوں پہیلیاں کیوں بجھا رہے ہو، جلدی بتاؤ''۔ وہ سراج کے چہرے پر پریشانی کی لہریں واضح دیکھ رہی تھی۔

''سنجیدہ! میں ایک ایسے گھر سے تعلق رکھتا ہوں، جس کو اس معاشرے والے یا جو سب سے اہم بات ہے وہ تمہارے گھر والے انہیں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے، اور اسی وجہ سے وہ تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں نہیں دیں گے''۔ بولتے ہوئے وہ کھڑا ہو گیا۔

''کیسے گھرانے سے؟'' وہ مشکل سے یہ الفاظ ادا کر پائی۔

''میں بہت غریب گھر سے تعلق رکھتا ہوں، جو رات کا کھانا تو کھاتے ہیں مگر انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ صبح انہیں کھانا ملے گا بھی یا نہیں، میری اماں اسی بھوک کو مٹانے کے لیے لوگوں کے گھروں میں کام کیا کرتی تھیں، اور میرے بابا..... وہ لوگوں کی گاڑیاں صاف کر کے کچھ رقم گھر لے آتے، اور اسی سے ہمارا گھر چلتا، چونکہ ہماری فیملی میں ہم چار افراد ہی ہیں، اس لیے ہمارے اخراجات پورے ہو جاتے تھے، میں جانتا ہوں ایسے لوگوں کو بہت نیچ سمجھا جاتا ہے، مگر کچھ بھی ہو میری حقیقت یہی ہے، میں اسی خاندان سے تعلق رکھتا ہوں''۔ سنجیدہ کو شاک لگا تھا، اتنا بڑا انکشاف وہ اس پر اب کر رہا تھا، اس کی نظریں سراج پر گڑی تھیں۔ وہ سنجیدہ کو دیکھنے کی ہمت بھی نہیں کر پا رہا تھا، جس ہمت سے اس نے یہ الفاظ ادا کیے تھے وہ تو صرف وہی جانتا تھا، ان دونوں کے درمیان مکمل خاموشی تھی، وہ بے صبری سے سنجیدہ کے جواب اور اس کے ری ایکشن کا انتظار کر رہا تھا، اس کی سماعتیں سنجیدہ سے کچھ بھی سننے کے لیے بالکل الرٹ تھیں، لیکن وہ اتنی حیران تھی کہ بس اسے یک ٹک دیکھے جا رہی تھی، جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔ مکمل خاموشی پا کر اس نے اپنی سانسیں بحال کیں، وہ سنجیدہ کو خود کے متعلق سب کچھ بتا دینا چاہتا تھا، وہی تو اس کی اپنی تھی، جو بس اس کے دل کے قریب تھی، وہ اس سے اپنا ہر دکھ درد تکلیف شیئر کرنا چاہتا تھا، جو وہ بچپن سے اپنے دل میں رکھے ہوئے تھا۔ برسوں سے اپنے دل پر رکھے بوجھ کو ہلکا کرنا چاہتا تھا۔

''مجھے بچپن سے ہی پڑھنے کا بہت شوق تھا، میں اماں کے ساتھ جس گھر بھی جاتا اور وہاں بچوں کو پڑھتے دیکھتا تو میرے دل میں بھی یہ خواہش اٹھتی کہ میں بھی انہی کی طرح پڑھوں، میرے اس شوق سے میرے اماں اور بابا خوب واقف تھے اور اسی لیے انہوں نے مجھے ایریے کے چھوٹے سے اسکول میں داخل کروا دیا، بہت خوش تھا میں اس دن''۔ وہ سانس لینے کے لیے رکا، وہ پیچھے مڑ کر سنجیدہ کی طرف دیکھنا نہیں چاہتا تھا ورنہ اس کی ساری ہمت ختم ہو جاتی۔

''بہت تکلیف ہوتی تھی جب خواتین اماں کو ڈانٹ دیتیں، اور وہ بے چاری سر جھکائے چپ چاپ سنتی، یہ دیکھ کر دل بہت کڑھتا تھا، تنہائی میں، میں بہت روتا تھا، پھر بھی اماں نے محنت کی، میں اسکول کے بعد بابا کی مدد کرواتا، اور رات کو اسٹڈی کرتا، میری اتنی لگن دیکھ کر میرے اماں، بابا بہت خوش ہوتے، میرا ایک ہی خواب تھا کہ میں پڑھ لکھ کر کچھ ایسا کروں جس پر میرے والدین کے سب دکھ مٹ جائیں، میں اپنے خاندان کا پہلا لڑکا ہوں جس نے تعلیم حاصل کی، خاندان والے اماں، بابا کو بہت اکساتے تھے کہ کیا پڑھا لکھا کر اس پر فضول خرچ کر رہے ہو، اسے اپنی اوقات میں رکھو، لیکن میرے اماں، بابا کو مجھ پر پورا بھروسہ تھا، مجھ سے ان کی بہت امیدیں تھیں، انہوں نے جیسے تیسے میری میٹرک کروائی، اس

کے بعد میں نے خود بھی محنت کی اور پھر انٹر کیا۔ اور پھر اسی طرح ماسٹرز کیا، اور پھر جب سر طارق شاہ کی کمپنی میں انٹرویو دینے آیا تو میرے ٹیلنٹ اور خود اعتمادی کی وجہ سے پہلے انٹرویو میں ہی مجھے پرمنٹش سیلری کے ساتھ جاب مل گئی، اس دن میں نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد حاصل کر لیا، میں اتنا خوش تھا کہ میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں نے بچپن سے بہت جدوجہد کی تھی اور میں نے کامیابی حاصل کر لی''۔ اس کی آواز رندھ گئی تھی۔

''ہمیشہ مجھے اسی بات کا ڈر لگا رہتا تھا کہ سچ جان کر کہیں تم مجھ سے دور نہ ہو جاؤ، اس لیے ہمیشہ تم سے پوشیدہ رکھا، اب تم خود ہی بتاؤ کہ تمہارے گھر والے مانیں گے؟'' وہ بے بسی سے بولا، وہ غصے میں اٹھی، اس کی پشت سے پکڑ کر جھٹکے سے اسے اپنی طرف گھمایا۔

''تم نے ہمیشہ مجھ سے جھوٹ بولا، تم ایک لوئر فیملی سے تعلق رکھتے ہو، مجھے تم سے پیار نہیں، مجھے تم سے نفرت ہے''۔ وہ اس کے سینے پر انگلی رکھے اس پر انگارے برسا رہی تھی۔

''پلیز مجھے سمجھنے کی کوشش کرو''۔ اس کی آواز دور کہیں کھائی سے آئی۔

''تمہیں جو بھی بولنا تھا وہ تم بول چکے، اب میری سنو، اپنے دل سے میرا خیال نکال دو، خبردار جو کبھی مجھ سے بات کرنے کی یا ملنے کی کوشش بھی کی''۔ اس نے سراج کو پیچھے کی طرف جھٹکا دیا، وہ سر تھام کر رہ گیا، وہ روتی ہوئی واپس چلی گئی، وہ جانتا تھا کہ سنجیدہ کا ری ایکشن یہی ہوگا، لیکن وہ اسے اپنا سب کچھ مانتا تھا اور اسی لیے اس سے اپنی سچائی چھپا کر مزید دھوکے میں نہیں رکھ سکتا تھا، وہ پوری حقیقت کے ساتھ اسے اپنانا چاہتا تھا۔

☆..........☆..........☆

اس نے سنجیدہ کو روتے ہوئے گھر میں داخل ہوتے دیکھا تھا، ہمیشہ شوخ اور اکڑ کر بات کرنے والی سنجیدہ کو روتے دیکھ کر اسے بہت حیرانگی ہوئی۔ وہ اسے روکنا چاہتی تھی لیکن وہ بہت تیزی سے اپنے روم میں چلی گئی، پورا دن وہ کمرے میں بند رہی، فریال کو اس کی بہت فکر ہو رہی تھی، اس نے اس بارے میں کسی کو بھی نہیں بتایا، امبر بھی نہیں تھی، شام کو جب زیبا آئیں تو انہوں نے دروازہ کھلوایا، وہ خاموش تھی، یک ٹک ایک ہی جگہ نگاہیں ٹھہری ہوئی تھیں، پہلے کی طرح اس نے نہ ہی تو ذکر غصے کا اظہار نہیں کیا، بس دل ہی دل میں سراج سے لڑتی رہی، زیبا اور طارق شاہ اس کے لیے بہت پریشان تھے، ڈاکٹر سے چیک اپ بھی کروایا۔ اگلے روز وہ اس کے لیے ہلکا پھلکا ناشتہ لے کر آئی، لیکن وہ میڈیسن کے زیر اثر سو رہی تھی، اس نے انہماک سے سنجیدہ کو دیکھا، ایک ہی دن میں وہ بہت مرجھا گئی تھی۔

''سراج!'' وہ نیند میں زیرِ لب بڑبڑائی، ٹیبل پر ٹرے رکھتے ہوئے فریال چونکی، تو گویا وہ ٹھیک سوچ رہی تھی، وہ کچھ دیر یونہی سوچتی رہی، اتنے میں سنجیدہ بھی نیند سے بیدار ہوئی، اسے سہارا دینے کے لیے فریال آگے بڑھی اور پھر سہارا دے کر اسے بٹھایا۔

''اب طبیعت کیسی ہے؟'' فریال نے متبسم لہجے میں پوچھا۔

''اب کچھ بہتر ہوں''۔ اس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے جواب دیا، یہ پہلی بار تھا جب سنجیدہ اس سے مخاطب ہوتے ہوئے نرم بھی تھی اور مسکرا بھی رہی تھی۔

''میں آپ کے لیے ناشتہ لائی تھی لیکن اب تو چائے بھی ٹھنڈی ہو گئی ہے، آپ فریش ہو جائیں میں دوبارہ چائے

گرم کر کے لے آئی ہوں"۔ اس نے سرعت سے ٹرے اٹھائی اور روم سے باہر چلی گئی۔ جب وہ دوبارہ واپس آئی تو سجیدہ فریش ہو چکی تھی، شاید اسی کی منتظر تھی۔

"آپ پریشان ہو؟" جھجکتے ہوئے آخرکار اس نے استفسار کیا۔ سجیدہ اس کے استفسار پر بری طرح چونکی تھی۔

"نہیں تو، میں کیوں پریشان ہونے لگی؟" لاپروائی سے کندھے اچکا کر جواب دیا۔

"میں نے اس لیے پوچھا کیوں کہ کل آپ کو روتے دیکھا تھا، اور اب بھی پریشانی آپ کے چہرے پر واضح دکھائی دے رہی ہے"۔ سجیدہ ٹھٹک گئی، وہ تو اسے احمق سمجھتی تھی، مگر وہ تو دوسروں کے چہرے اور دل پڑھنا بھی جانتی تھی۔

"اور کہتے ہیں نا کہ جب ہم کسی کو سوچتے ہیں اور یا جب کوئی زیادہ پریشان ہوتا ہے تو وہ نیند میں بولتا ہے، اس کا مطلب آپ سراج کو بہت یاد کر کے سوئی تھیں، مطلب بات کا تعلق اسی سے ہے"۔ وہ دھیمے لہجے میں بولی۔

"ہاں تم ٹھیک بول رہی ہو"۔ اس سے مزید انکار نہیں ہوا، دل پر بہت بوجھ تھا، بہت شکایتیں تھیں اسے، وہ بوجھ ہلکا کر دینا چاہتی تھی، امبر بھی گھر پر نہیں تھی، وہ اندر ہی اندر گھٹ رہی تھی، اور فریال ویسے بھی اب سب کچھ تو جان گئی تھی تو اب اس سے کیا چھپاتی۔

"سراج وہ ہے جسے میں نے اپنا سب کچھ مانا اور اس سے پیار کرتی تھی"۔

"کرتی تھی؟" فریال نے تھی پر زور دیتے ہوئے کہا اور پھر اس کے بعد سجیدہ نے ہر بات اس کے گوش گزار کر دی، وہ آج اس لڑکی کو اپنے دل کا حال سنا رہی تھی جس سے کبھی اس نے بات کرنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

"آپ جانتی ہو کہ سراج نے آپ کو یہ حقیقت کیوں بتائی؟ کیونکہ وہ آپ کو دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتے تھے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ آپ سے سچی محبت کرتے ہیں، اس وقت وہ آپ سے زیادہ پریشان ہوں گے، اگر وہ لالچی اور جھوٹے ہوتے تو وہ کسی طرح بھی آپ سے شادی کر کے بعد میں آپ کو حقیقت بتا سکتے تھے، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا، انہوں نے آپ کو اس لیے بتایا کہ شادی کرنے سے پہلے کوئی شک و شبہ نہ رہے، دونوں کے دل ایک دم صاف ہوں"۔ فریال ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی اور سجیدہ اسے ہونقوں کی طرح دیکھے جا رہی تھی۔

"ایک بار اپنے دل سے پوچھو کہ کیا آپ ان کے بغیر رہ سکتی ہو؟ کیا آپ سراج کو جو کچھ بول کر آئی تھیں کیا آپ خود اس پر عمل کر سکتی ہو؟ تو دل کے ہر کونے سے آواز آئے گی نہیں"۔ اس نے سجیدہ کے مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھا، وہ دم بخود تھی، اسے فریال سے اتنی گہری باتوں کی توقع نہیں تھی۔

"آپ کو شرمندہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کیسی فیملی سے تعلق رکھتا ہے، اس کے والدین محنت کش لوگ ہیں، بلکہ آپ کو تو خوشی ہونی چاہیے کہ وہ کوئلے سے نکلا ہوا ایک قیمتی ہیرا ہے"۔ سجیدہ کی آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔

"وہ غریب ہے اور آپ امیر، اس میں کسی کی کیا غلطی ہے، یہ سب تو خدا کے کام ہیں، ہم انسان ایک دوسرے کو برابر کیوں نہیں سمجھتے، آپ کو تو سراج کا حوصلہ بڑھانا چاہیے تھا، آپ کے جانے کے بعد وہ کس حال میں ہو گا یہ شاید آپ نے سوچا بھی نہیں ہو گا، میں نے انہیں دیکھا تو نہیں پر اندازے سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ ایک وفادار شخص ہیں"۔ وہ بول کر خاموش ہو گئی، سجیدہ بھی خاموش تھی، اس کی آنکھوں میں نم پانی چمک رہا تھا، فریال خاموشی کے ساتھ چلی گئی، اس کے جاتے ہی وہ رو پڑی، اسے سراج پر ترس آ رہا تھا، اس نے اس کی سچی محبت کا یہ صلہ دیا تھا۔

☆..........☆..........☆

اس کا کہیں دل نہیں لگ رہا تھا، دل پر بوجھ تھا، ذہن میں ہزاروں الجھنیں تھیں، دن میں وہ خود کو زیادہ سے زیادہ مصروف رکھے ہوئے تھا، لیکن گھر میں داخل ہوتے ہی گھٹن محسوس ہو رہی تھی، وہ بہت یاد آ رہی تھی، اس کی نیندیں، اس کا سکون، اس کی خوشیاں وہ سب لے کر چلی گئی تھی، وہ سمندر کی گہرائی میں چلا جا رہا تھا، لیکن ابھی بھی ایک امید تھی کہ وہ اسے آواز دے گی، اور پھر اس کا ہاتھ تھام کر اسے کنارے پر لے آئے گی، اور پھر دوبارہ وہ ایک نئی زندگی کی طرف گامزن ہوں گے۔

اسے غصہ بھی آ رہا تھا کہ اس نے سجیدہ کو سچائی کیوں بتائی، لیکن وہ اسے دھوکے میں بھی نہیں رکھ سکتا تھا، اس سے بات کرنے کو بہت دل کر رہا تھا، لیکن وہ جاتے جاتے یہ کہہ گئی تھی کہ وہ اس سے بات کرنے کی کوشش بھی نہ کرے۔ سجیدہ نے غصے میں یہ الفاظ ادا تو کر دیے تھے کہ وہ اس سے نفرت کرتی ہے لیکن یہ اس کے دل پر بہت بوجھ رہے تھے، مگر اسے اندازہ تھا کہ اس نے جو کچھ بھی کہا وہ محض وقتی غصہ تھا۔

رات کے ایک بجے سیل پر میسج ٹون بجی، سجیدہ کا میسج تھا، اس نے کل شام پانچ بجے پارک میں ملنے کا کہا تھا، میسج پڑھ کر اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی تھی، کھڑکی کے پردے ہٹا کر مسکرا کر اس نے دو تین گہری سانسیں تازہ ہوا میں خارج کیں، وہ بار بار وہی میسج پڑھتا رہا، جہاں خوشی ہو رہی تھی وہاں ایک اور پریشانی بھی ہو رہی تھی کہ کہیں وہ کچھ ایسا نہ بول دے کہ وہ ہمیشہ کے لیے ٹوٹ جائے، کہیں وہ اس سے ہمیشہ کے لیے تعلق نہ توڑ دے، اس کے لیے وقت کاٹنا مشکل ہو رہا تھا، رات تو جیسے تیسے گزر گئی، اگلے دن آفس میں بھی اس کی طرف دھیان رہا، آخر اس کا انتظار بھی ختم ہو گیا، وہ وقت پر پارک میں مخصوص جگہ پر آ پہنچا، جہاں وہ اکثر بیٹھ کر بے شمار باتیں کیا کرتے تھے، وہ پہلے سے ہی وہاں موجود تھی، سجیدگی اس کے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی، جو سراج کو اندر ہی اندر خائف کر رہی تھی، بنا کچھ بولے وہ اسی بینچ پر ذرا فاصلے پر بیٹھا۔

"تم نے مجھے سچائی اس لیے بتائی تھی ناں کہ تم مجھے دھوکا نہیں دینا چاہتے؟" بغور دیکھتے اس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں"۔ سراج کو اس کی عقلمندانہ بات پر ذرا سی حیرانگی ہوئی۔

"میں بہت بری ہوں، تم نے مجھے اتنا چاہا، اتنی عزت دی اور میں نے تمہیں کیا صلہ دیا، اتنا عرصہ تمہارے ساتھ رہنے کے باوجود بھی تمہارے اندر نہ جھانک پائی، تم سے پیار کے دعوے کیے مگر میں تو نبھا بھی نہ پائی"۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی، اسے خود پر افسوس ہو رہا تھا، سراج کے لبوں پر دھیمی مگر پرسکون مسکراہٹ پھیل گئی، وہ بھی جوش میں کھڑا ہو گیا۔

"کیا تمہیں سچ میں مجھ پر اعتبار ہے؟ مطلب کیا تم سچ میں میری سچائی کو اپنا کر مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو؟" اس نے یقین چاہا۔

"ہاں... کیونکہ تم جیسا کوئی بھی نہیں ہے"۔ وہ اس کے مقابل ہوئی۔

"کیا تم اپنے گھر والوں کو منا لو گی؟ کیا تم لوگوں کو نظر انداز کر لو گی؟" اتنے دنوں سے جو وہم اور وسوسے تھے وہ اس کے یقین دلانے پر ختم کرنا چاہتا تھا۔

(جاری ہے......)

☆..........☆..........☆

مکمل ناول

اک روشن دیا

"ہاں سراج! اس سب کو جواب دے سکتی ہوں، میرے پاس بہت کچھ ہے، تم بس اپنے والدین کو میرے گھر بھیجو، باقی کا کام میں سنبھال لوں گی۔" اس نے سراج کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کے تمام وہم دور کر دیے۔

"مجھے آج تم پر فخر ہو رہا ہے۔" وہ وارفتگی سے بولا۔

"مجھے بھی تم پر....!"

"ویسے تم اتنی عقلمند بھی ہو سکتی ہو یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"میں اتنی عقلمند کہاں ہوں، میں تو ایک بے وقوف لڑکی ہوں، مجھے عقلمند بنانے والی فریال ہے، میرے احساس کو

جگانے والی تو وہی ہے، اسی نے مجھے پیار کی اہمیت کا صحیح سے احساس دلایا، تم درحقیقت میرے لیے کیا ہو یہ اس نے مجھے بتایا، اس نے مجھے سمجھایا، اسی نے مجھے عکس دکھلایا، میں تو پاگل تھی۔" اسے سراج کا کہا برا نہیں لگا تھا بلکہ وہ اپنی غلطی تسلیم کر رہی تھی۔

"فریال... آئی تھنک یہ وہی لڑکی ہے ناں، تمہارے بھائی کے دوست کی بہن؟" سراج نے ذہن پر زور دیتے ہوئے تصدیق چاہی۔

"ہاں بالکل.... میں نے ہمیشہ اس کے ساتھ برا برتاؤ کیا، اسے کبھی اچھی نگاہ سے نہ دیکھا، لیکن اسی نے مجھے آئینہ دکھایا، اسی کی وجہ سے آج میں نے دوبارہ اپنی قیمتی چیز پالی۔" اسے بہت ندامت ہو رہی تھی۔

"ہوں.... اب تو جان گئی ہو ناں کہ وہ کیسی ہے، اسی لیے کہتے ہیں کہ کسی کو بھی جانے بغیر اس کے بارے میں بدگمانی نہیں کرنی چاہیے، اور ویسے بھی وہ جو بھی ہے میرے لیے تو فرشتہ ہے تو پھر کب ملوا رہی ہو اس سے؟" وہ اس کے قریب آ کر خوشی سے بولا، وہ دونوں یہ بھول گئے تھے کہ وہ پبلک پارک میں موجود ہیں، آس پاس سے گزرتے لوگ انہیں دبی دبی مسکراہٹوں کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔

"بہت جلد ملواؤں گی۔" وہ اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی، پھر دونوں ہی مسکرا اٹھے، ان دونوں کے دل صاف ہو چکے تھے۔

☆..........☆..........☆

زیبا کو فریال کا سلیقہ بہت پسند تھا، اس نے بہت جلد ہی ان کے دل میں جگہ بنالی تھی، زیبا کو اس کے کام کرنے کا طریقہ اور سنجیدہ پن بے اختیار اچھا لگتا تھا، کبھی کبھی وہ سوچتی تھیں کہ کاش سنجیدہ بھی فریال کی طرح ہوتی تو اسے دوسرے گھر بھیجتے ہوئے پریشانی نہ ہوتی۔ اس وقت بھی وہ صوفے پر براجمان تھیں اور کسی چیز کی لسٹ تیار کر رہی تھیں، اور فریال خاموشی کے ساتھ ان کے روم کی سیٹنگ کر رہی تھی، فریال نے بیڈ پر رکھے تکیے کے نیچے آٹھ دس تصویریں رکھی دیکھیں، اس نے تصویریں اٹھا کر ایک ایک کر کے ساری تصویریں دیکھیں، ہر لڑکی پرکشش، ماڈرن اور خوبصورت تھی، فریال کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ تصویریں ان کے تکیے کے نیچے کیا کر رہی ہیں، اس نے ناسمجھی سے ڈائری پر جھکی ہوئی زیبا کو دیکھا، اس نے دوبارہ تصویروں کو وہیں پر رکھا، اور پھر آ کر زیبا کے ساتھ بیٹھی، انہوں نے مسکرا کر ڈائری بند کی اور اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"تمہارا بھائی کیسا ہے؟ تمہاری اس سے بات ہوتی ہے؟" ان کے لہجے میں ہمیشہ نرمی اور لبوں پر مسکراہٹ ہوا کرتی تھی۔

"جی! ان سے بات ہوتی ہے اور وہ ٹھیک ہیں"۔ اس نے جھکے سر کے ساتھ جواب دیا، ایسا جواب دیتے وقت شرمندگی بھی محسوس ہو رہی تھی کہ وہ جو بھی بول رہی ہے، وہ جھوٹ ہے۔

"ویسے تو توقیر کے دوست بہت کم ہیں اور وہ جتنے بھی ہیں ان سب کو میں جانتی ہوں، لیکن تمہارے بھائی کا کبھی ذکر نہیں کیا"۔ وہ پرسوچ انداز میں بولیں، فریال کی جھکی نگاہیں اور جھک گئیں۔

"ویسے بھی تو وہ اب بہت مصروف رہنے لگا ہے، گھر کو ٹائم ہی کہاں دے پاتا ہے"۔ وہ تاسف سے بولیں۔

"ایک بات پوچھوں؟" اس کی آواز نہایت دھیمی تھی۔

"ہاں بالکل بیٹا!"

"میں نے ابھی آپ کے تکیے کے نیچے کچھ تصویریں دیکھی ہیں، وہ کن کی ہیں؟" اس نے جھجک کر استفسار کیا، وہ ہنس دیں۔

"ایسی تصویریں تمہیں بہت دیکھنے کو ملیں گی، ایک عورت ہے جو رشتے کرواتی ہے، وہی لا کر دیتی ہے، در اصل میں توقیر کی شادی کی بہت خواہشمند ہوں، لیکن وہ مانتا ہی نہیں"۔ انہوں نے بات کا خلاصہ کیا۔

"اگر توقیر شاہ مان بھی جائے تو کوئی لڑکی نہیں مانے گی ان کے لیے"۔ فریال نے دل ہی دل میں سوچا۔

"کیا تمہارا بھائی بھی ایسا کرتا ہے؟" انہوں نے گہری سانس اپنے اندر اتارتے ہوئے پوچھا۔

"جی... وہ کہتے ہیں کہ پہلے اپنے پیروں پر کھڑا ہو جاؤں"۔ اس نے بہت سیدھے الفاظوں میں جھوٹ گھڑا، وہ سر ہلاتی رہیں، اور پھر وہ وہاں سے اٹھ کر ٹی وی لاؤنج میں چلی آئی۔

امیر کی ابھی ہاسپٹل سے واپسی نہیں ہوئی تھی، اور سنجیدہ بھی سراج سے ملنے گئی ہوئی تھی، فریال کو پورا یقین تھا کہ وہ اور سراج ایک دوسرے کے ساتھ ٹھیک ہو جائیں گے، ٹی وی پر نیوز چینل لگا ہوا تھا، اس کی نگاہیں ٹی وی اسکرین پر تھیں، توقیر شاہ گردن اکڑائے لاؤنج میں داخل ہوا، کاٹن کے وائٹ سوٹ میں وہ بہت سوبر لگ رہا تھا، مگر چہرے پر

وہی سپاٹ تاثرات تھے، وہ اس کے برابر والے صوفے پر براجمان ہوا، اگر وہ گھر پر ہوتا تھا تو اس وقت وہ نیوز دیکھتا تھا، وہ اس وقت بھی نیوز دیکھنے کی غرض سے آیا تھا، ایک نظر فریال پر ڈال کر وہ نیوز کی جانب متوجہ ہو گیا، فریال کو اس کی موجودگی میں کوفت ہو رہی تھی، اسے گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی اور وہ وہاں سے اٹھنے کا سوچ رہی تھی، مگر ہمت بھی نہیں ہو پا رہی تھی، اس نے سر اپنی ہتھیلیوں پر جھکا دیا، ایک بار پھر توقیر شاہ کی بھٹکتی ہوئی نگاہ اس پر جا رکی تھی۔ ذہن اسے نصیحت کرتا اور دل عجیب عجیب سوال کرتا۔ اسی دوران سنجیدہ دوڑتی ہوئی آئی اور اس کے ساتھ بیٹھ کر اس سے لپٹ گئی، فریال کو خوشی کے ساتھ حیرانگی بھی ہو رہی تھی، توقیر شاہ کی بھی فریال سے ملتی جلتی حالت تھی، وہ سنجیدہ کے بدلتے ہوئے روپ کو دیکھ کر حیران تھا۔

"اٹھو اور میرے ساتھ چلو"۔ فریال سے الگ ہوتے ہوئے وہ خوشی سے بولی اور اسے لے کر وہاں سے چلی گئی، توقیر شاہ لب کاٹتا رہ گیا۔

☆..........☆..........☆

اگلے روز اچانک ہی میرزاد کی آمد ہو گئی، اسے دیکھ کر فریال اور سنجیدہ دونوں ہی بہت خوش ہو گئیں، ان تینوں نے ساتھ بیٹھے ڈھیر ساری باتیں کیں، میرزاد انہیں ہنساتا رہا اور وہ دونوں ہنستی رہیں، وہ لاؤنج میں بیٹھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ توقیر شاہ اپنے مخصوص یونیفارم اور آنکھوں پر گلاسز لگائے داخل ہوا، اسے دیکھتے ہی ان تینوں کی ہنسی کو بریک لگے، میرزاد کو دیکھ کر جانے کیوں اسے اچھا نہیں لگا، اس کے چہرے پر بیزاریت کے تاثرات واضح تھے۔

"تم کب آئے؟" روکھے پن سے پوچھا۔

"آج صبح ہی آیا ہوں"۔ وہ ادب میں کھڑا ہو گیا اور خود ہی مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا، توقیر شاہ نے بے دلی سے ہاتھ ملایا۔

"خیریت سے آئے ہو؟" اس نے مشکوک انداز میں پوچھا۔

"جی ہاں، وہ در اصل کسی کام کے لیے آیا تھا تو سوچا یہاں کا بھی چکر لگا لوں، بس ایک گھنٹے تک میری واپسی ہے"۔ وہ پولیس والا تھا جب تک پوری تفصیل نہ پوچھ لے تب تک اس کے سوال ختم نہیں ہوتے تھے، مگر میرزاد کو اس کے سوال پوچھنا اچھا نہیں لگا تھا، وہ تھکاوٹ سے سر ہلاتا فریال پر نظر ڈالتا ہوا واپس چلا گیا۔

"توقیر بھائی ہیں بڑے تیز"۔ وہ صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھا۔

"ان کی نیچر ہی ایسی ہے، ورنہ وہ دل کے بہت اچھے ہیں"۔ سنجیدہ نے اپنے بھائی کی تعریف کی، میرزاد نے منہ چڑایا۔

"ہاں سنجیدہ ٹھیک بول رہی ہے، وہ واقعی میں دل کے بہت اچھے ہیں"۔ فریال نے بھی تائید کی۔

"ہمم مم م..... بہت اچھے سے انہیں جانتی ہو"۔ وہ اس پر سر جھکا کر دلچسپی سے پوچھ رہا تھا، فریال نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"بلاشبہ وہ ایک پولیس آفیسر ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بد لحاظ اور برے کردار کے ہیں بلکہ وہ تو صاف دل کے ہیں، وہ دوسروں کا احساس کرنا جانتے ہیں، اتنا تو میں انہیں جان گئی ہوں، ویسے ان کی نیچر ذرا ایسی ہے۔

مجھے خود ان سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔"

"تم لوگوں کو بہت جلدی پرکھ لیتی ہو۔" وہ بولا۔

"ہاں شاید ایسا بھی ہو۔" میرزاد کو اس کی سوچ بہت امپریس کرتی تھی، وہ بغور اس کی باتیں سن رہا تھا۔

"یہ بالکل ٹھیک بول رہی ہے، پہلے میری سوچ بھی فریال کے لیے غلط تھی مگر جب میں نے اسے قریب سے جانا تو یہ بہت سوئیٹ نکلی۔" سنجیدہ نے اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر کہا۔

"اس کا مطلب تو یہ بھی ہو سکتا ہے نا کہ جو تم نوخیز شاہ کے بارے میں رائے دے رہی ہو وہ غلط بھی ثابت ہو سکتی ہے؟"

"ایسا ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی، یہ میری رائے نہیں، یہ میرا یقین ہے کہ وہ بہت صاف دل کے انسان ہیں۔" وہ پریقین لہجے میں بولی۔

"تو پھر میرے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جی؟" وہ کالر اچھال کر شوخی سے بولا۔ فریال کو ہنسی آ گئی۔

☆......☆......☆

ابلتے پانی میں اس نے چاول دھو کر ڈالے، نوخیز شاہ بلیک ٹراؤزر اور براؤن شرٹ میں ملبوس اس کے عقب سے آ کر اس سے تھوڑا فاصلے پر کھڑا ہوا، اس نے بے نیازی سے دوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا، نوخیز شاہ کی موجودگی پر ہڑبڑا گئی اس نے سرعت سے دوپٹہ سر پر اوڑھا۔

"اگر تمہیں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو تم مجھے بتا دینا۔" وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا، فریال اس سے نگاہیں نہیں ملا پا رہی تھی۔

"مجھے بنا مانگے ہی یہاں سب کچھ مل جاتا ہے۔" اس نے ایک ہاتھ ٹراؤزر کی پاکٹ میں ڈال کر اسے طائرانہ نگاہوں سے دیکھا۔

"میں سوچ رہا تھا تم شاپنگ کر لو۔" وہ جتنی اس سے بات کر رہا تھا وہ اتنی ہی نروس ہو رہی تھی۔

"امبر باجی میرے لیے شاپنگ کر کے آئی تھیں، میرے پاس سب کچھ ہے۔" اسے مطمئن کرنے کے لیے تفصیلی جواب دینا ضروری تھا۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی، لیکن پھر بھی کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجک مجھ سے کہہ دینا۔" وہ اس کے بالکل ساتھ کھڑا تھا وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔

"اور اگر کوئی پریشانی ہو تو مجھ سے شیئر کر سکتی ہو۔" اس نے یونہی گلاس اٹھانا چاہا مگر اس کا شولڈر فریال کے شولڈر سے ٹکرایا، وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔

"اگر تمہیں کوئی بھی کچھ کہے تم مجھے بتانا۔" وہ بات کرنے کے لیے کچھ بھی بولے جا رہا تھا، اس نے چونک کر نوخیز شاہ کو دیکھا، پھر محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"اگر تم اسد سے ملنا چاہتی ہو تو تم کل شام اس سے مل سکتی ہو۔" تھوڑا سوچنے کے بعد وہ دوبارہ گویا ہوا۔

"سچ میں؟" اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات دیکھ کر نوخیز شاہ بھی مطمئن ہو گیا۔

"میں ان سے ضرور ملنا چاہوں گی۔" وہ پرجوش ہوئی۔

"ٹھیک ہے، تم کل شام کو تیار رہنا، میں تمہیں لے چلوں گا۔" وہ بول کر چلا گیا۔

چاولوں کو دم لگا کر اس نے چائے کا پانی رکھا، اسد کیسا بھی تھا لیکن اس کا بھائی تھا، وہ خود اس سے ملنا چاہتی تھی، اسے اپنے گھر اور گھر والوں کی بہت یاد آ رہی تھی، اس کی آنکھیں بھر آئیں، آنسو پونچھ کر اس نے چائے انڈیلی اور امبر کے روم میں چلی آئی۔

"سنجیدہ کہاں گئی؟" اس نے ٹرے رکھتے ہوئے پوچھا۔

"سراج کا فون آیا تھا، اس لیے وہ اپنے روم میں گئی ہے، میں تو ان کے لیے پریشان ہوں، اب پہلے سنجیدہ کو مام، ڈیڈ سے بات کرنی ہو گی، اس کے بعد ہی بات آگے بڑھ سکتی ہے۔"

"تو کیا انکل اور آنٹی مان جائیں گے؟" فریال کو تشویش ہوئی۔

"بہت مشکل لگ رہا ہے، لیکن وہ سنجیدہ سے بہت پیار کرتے ہیں اور مجھے یہ بھی لگتا ہے کہ سراج سے ملنے کے بعد شاید وہ مان جائیں۔" وہ پرامید سی ہوئی۔

"زیبا آنٹی نوخیز شاہ کی شادی کے لیے پریشان ہیں اور سنجیدہ بھی اب شادی کرنا چاہتی ہے، تو آپ کا ارادہ کیا ہے؟" وہ تھوڑا الجھی ہوئی تھی اور اس کے ہونٹوں پر شریر مسکراہٹ بھی تھی، امبر یک لخت چند سیکنڈ کے لیے ساکت ہو گئی، پھر دھیرے سے کپ ٹرے میں رکھ کر گویا ہوئی۔

"میں ایک طلاق یافتہ لڑکی ہوں۔" وہ افسردہ ہو گئی تھی، اتنے بڑے انکشاف پر وہ آنکھیں پھاڑے امبر کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے دیکھ کر شاید کوئی ایسا نہیں بول سکتا کہ مجھے زندگی میں اتنا بڑا غم بھی ملا ہو۔" اس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی۔

"مجھے بھی عام لڑکیوں کی طرح کم عمری میں ہی کوئی پسند آ گیا تھا، اسد میرا کلاس فیلو تھا، ہم ایک ساتھ بیٹھتے، ایک ساتھ اسٹڈی کرتے، ایسا لگتا کہ بس زندگی اسی کا نام ہے، ایف۔ ایس۔ سی کے بعد اس نے اچانک ہی کالج چھوڑ دیا، اس نے کہا کہ گھر کی ذمے داری اسی پر ہے، اب اسٹڈی کے لیے اس کے پاس ٹائم نہیں، میں نے بھی زیادہ اس سے سوال نہیں کیے، لیکن پھر بھی ہمارا ملنا جلنا لگا رہتا، وہ مجھے بہت خوبصورت خواب دکھاتا تھا، اور میں یہی سمجھنے لگی تھی کہ میری دنیا اسی سے شروع ہے اور اسی پر ختم، وقت گزرتا گیا، وہ مجھ سے شادی کرنے کا کہتا تھا، لیکن میری شرط یہ تھی کہ میں پہلے ڈاکٹر بن جاؤں اور پھر بعد میں شادی کروں گی۔

پھر وہ دن بھی آ گیا، میرا خواب پورا ہو گیا، میں ڈاکٹر بن گئی اور پھر اسی دوران میں نے گھر والوں کو اسد کے بارے میں بتایا، پہلے مام، ڈیڈ کو اعتراض ہوا، لیکن نوخیز بھائی میرے ساتھ تھے، انہوں نے ہی مام، ڈیڈ کو راضی کیا، پھر وہ اسد اور اس کی فیملی سے ملے، اس کی فیملی سادہ اور پڑھی لکھی تھی، اور اس طرح میں شادی کر کے اسد کے گھر رخصت ہو گئی، اس کا گھر میرے گھر کی طرح وسیع تو نہ تھا، مگر میں بہت مطمئن تھی کہ جن دو چیزوں کی میں خواہش مند تھی، وہ مل گئیں، پہلے تو اسد نے مجھے بہت اہمیت دی، دھیرے دھیرے وہ بدلتا گیا۔" غم کے مارے ان سے آگے

بولا نہ گیا تو وہ خاموش ہوگئی، فریال بغور انہیں سن رہی تھی، اسے حیرت بھی ہو رہی تھی۔

"وہ مجھے مجبور کرنے لگا کہ میں اپنے ڈیڈ سے رقم لے کر اسے دوں، پہلے جو وہ معمولی جاب کرتا تھا، وہ بھی اس نے چھوڑ دی، اس کی تینوں بہنیں شادی شدہ تھیں، اس کے ماں، باپ اسے کمانے کا کہتے نہیں تھے، شاید اس لیے کہ وہ بہت بدتمیز تھا، یہ بھی مجھے شادی کے بعد معلوم ہوا تھا، اور وہ کسی کو بھی دو ٹوک سنانے سے گریز نہیں کرتا تھا، شروع میں تو میں ڈیڈ سے کسی طور پیسے لے کر دے دیتی تھی، گھر بھی میری سیلری سے چلتا تھا، آہستہ آہستہ اس کی فرمائشیں بڑھتی جا رہی تھیں، وہ بھاری سے بھاری رقم مانگتا، اس کی ہمت اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ مجھ پر ہاتھ بھی اٹھانے لگا، میں اپنا گھر بچانے کے لیے یہ بھی برداشت کرتی رہی، کبھی اپنے گھر والوں کو خبر تک نہیں ہونے دی، لیکن وہ بھی والدین تھے سب سمجھ رہے تھے، میں بھلا ان سے کہتی بھی کیا، اسد کا انتخاب بھی تو میرا ہی تھا۔ میں کب تک ڈیڈ سے اسے رقم لے کر دیتی؟ پھر میں انکار کرنے لگی، میں اسے سمجھانے کی بھی کوشش کرتی مگر وہ مجھ پر لعن طعن کرتا، ایک دن اس نے مجھے طلاق کی دھمکی دی اور میں کمزور عورت اس کی اس دھمکی پر اور بھی کمزور ہوگئی، اور میری جو بھی بینک میں جمع شدہ رقم تھی وہ سب اسے دے دی، اس کے بعد اس کا منہ نہیں بند ہوا۔ اس میں احساس ہی نہیں رہا تھا، میں کب تک اسے سمجھاتی، پھر میں نے اسے کچھ سمجھانا ہی چھوڑ دیا، اس گھر میں مجھے چین نہیں آ رہا تھا، مجھے سکون نہیں ملتا تھا، ایک دن اسد کی موجودگی میں مام گھر پر آ گئیں، اس نے مام سے بدتمیزی سے بات کی، مام کو اس کے بات کرنے کے انداز پر غصہ آیا، انہوں نے اسے کھری کھری سنا دیں، تو وہ ان سے اور بدتمیزی پر اتر آیا، تب مام مجھے غصے میں اسی وقت گھر لے آئیں، لیکن پھر بھی میں اسد کے پاس جانے کے لیے بضد تھی، کہ میرے لیے اپنے والدین سے نگاہیں بھی ملانا شرمناک ہو رہا تھا، تو خیر بھائی کو بھی میں نے روکا ہوا تھا ورنہ وہ اس کا حال بہت برا کر دیتے۔ ایک ہفتے بعد اسد آیا اور کچھ بحث کے بعد اس نے مجھے سب کے سامنے طلاق دے دی، میرے ساتھ ساتھ گھر کا ہر فرد سکتے میں تھا، وہ طلاق دے کر چلا گیا، اس نے مجھے ہمیشہ کے لیے آزاد کر دیا، میرے گھر والے خاموش تھے، وہ مجھے سنبھال رہے تھے، اور پھر ایک مہینے کے اندر اس نے جہیز بھی بھجوا دیے، مجھے کسی نے بھی ایک حرف نہیں کہا، سب مجھے حوصلہ دیتے رہے، تب سے میرا مردوں سے بھروسہ ہی ختم ہو گیا، بظاہر میں خوش ہوتی ہوں مگر کبھی کبھی خود کو اندر سے بہت اداس محسوس کرتی ہوں"۔ اس کی آواز رندھ گئی، اس سے مزید نہیں بولا جا رہا تھا، فریال کی آنکھیں بھی نم تھیں، اس نے سسکتی ہوئی امبر کو خود سے لگا لیا، دل ہلکا کرنے کے بعد اس سے الگ ہوئی، ہاتھ کی ہتھیلی سے آنسو صاف کیے اور بولی۔

"جب سنجیدہ نے مجھے سراج کے بارے میں بتایا تو مجھے اچھا نہیں لگا، میں آج بھی اندر سے بہت ڈری ہوئی ہوں، میں نے سنجیدہ کو بہت سمجھایا، کہ پیار اور پسند یہ سب بچکانا باتیں ہیں، بعد میں اس کی حقیقت بہت بھیانک نکلتی ہے، ابھی اسے ان باتوں سے آزاد رہنا چاہیے، میں نے اپنے مطابق اسے خوب سمجھانے کی کوشش کی، لیکن سنجیدہ میری ہر بات کو غلط ثابت کرتی، وہ سراج کے بارے میں بتاتی اور بے انتہا خوش ہوتی، میں پھر بھی نہ مانتی، پھر ایک دن اس نے مجھے سراج سے ملوایا اور سچ میں مجھے بھی سراج میں کوئی کمی نظر نہ آئی، مجھے بھی بہت اچھا لگا، اس نے بھی مجھے یقین دلایا کہ وہ سنجیدہ کے ساتھ ہمیشہ وفا نبھائے گا، پھر میں نے خود بھی سوچا کہ ہر انسان ایک جیسا تو نہیں ہوتا،

خدا کرے وہ بھی سنجیدہ کو دکھ نہ دے، وہ اسے ہمیشہ خوش رکھے، کیونکہ سنجیدہ بہت حساس ہے اور اب دوسری حقیقت بھی اس کی معلوم ہو گئی ہے۔ بس اب یہی دعا ہے کہ مام، ڈیڈ اور بھائی بھی راضی ہو جائیں"۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا"۔ وہ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر صرف اتنا ہی کہہ پائی۔

☆......☆......☆

سنجیدہ اس کے لیے گرین ٹراؤزر اور ایمبرائڈ شرٹ اور ہم رنگ دوپٹہ لائی تھی، وہ ڈریس قابل تعریف تھا، وہ اسے سراج سے ملوانے جا رہی تھی، جس پر وہ مسلسل انکار کیے جا رہی تھی، لیکن سنجیدہ بھی اسے لے جانے کے لیے بضد تھی، فریال کو ہچکچاہٹ ہو رہی تھی۔

"ڈر کیوں رہی ہو یار! سراج بہت اچھا ہے"۔ بالوں پر برش کرتے ہوئے اس نے فریال کو تسلی دی۔

"میں ان سے آپ کی شادی میں مل لوں گی"۔ وہ منمنائی۔

"کچھ بھی کر لو، میں تو تمہیں آج لے جاؤں گی"۔ وہ اپنا ہینڈ بیگ اٹھاتے ہوئے کندھے اچکا کر بولی۔ گاڑی میں وہ دونوں ہلکی پھلکی باتیں کرتی رہیں، سنجیدہ گاڑی بہت تیز رفتاری میں چلا رہی تھی، مین روڈ پر لوگوں کی بھیڑ تھی، گاڑی روک کر وہ دونوں باہر آ گئیں، آگے جا کر دیکھا تو تین چار آدمی ایک نوجوان مگر تنگ دست لڑکے کو بری طرح پیٹ رہے تھے، وہ خوف زدہ چہرہ کو دیکھ رہی تھی، وہ سر جھکائے مار کھا رہا تھا، اس کا دل تڑپ اٹھا، وہ تیزی سے جا کر اس کے آگے کھڑی ہو گئی، سنجیدہ کو تشویش ہوئی، وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ فریال نے ایسا کیوں کیا؟

"اسے کیوں مار رہے ہو؟" سنجیدہ نے پاس کھڑی عورت سے پوچھا۔

"یہ لڑکا اس میڈم کا بیگ لے کر بھاگ رہا تھا، موقع پر پکڑا گیا"۔ عورت نے اسے حقارت سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کیوں اسے بچا رہی ہیں، ایسے لوگوں کی تو حالت خراب کر دینی چاہیے، اور پھر پولیس کے حوالے کر دینا چاہیے"۔ ان میں سے ایک آدمی نے زہریلے انداز میں کہا، فریال رو پڑی۔

"پلیز اسے چھوڑ دو"۔ وہ سہمی ہوئی تھی، سسک کر التجا کر رہی تھی۔

"ارے میڈم! ایسے لوگوں پر ترس مت کھاؤ، جب یہ آپ کے ساتھ بھی ایسا کریں گے تو آپ کو پتہ چلے گا"۔ ساتھ کھڑے دوسرے آدمی نے تلخی سے کہا۔

"میں نے کہا نا اسے معاف کر دو، آپ کو آپ کا پرس مل گیا نا؟" اس بار اس کا لہجہ بھی تلخ ہو گیا۔

"بہت رحم دل ہو تو اسے اپنے گھر ہی لے جاؤ"۔ ایک عورت نے ہاتھ نچا نچا کر کہا۔

"آپ لوگوں کا بھی پسندیدہ مشغلہ بس تماشا دیکھنا ہی ہوتا ہے، آپ سب میں سے تو کسی کا نقصان نہیں ہوا ناں؟ کتنے تھے بیگ میں پیسے؟" سنجیدہ کو بلاوجہ تماشے پر غصہ آیا۔

"آٹھ ہزار روپے تھے اس بیگ میں"۔ وہی عورت پھر بولی۔

"بس... لیکن آپ کو آپ کا بیگ صحیح سلامت مل گیا ناں؟ آپ لوگ کہاں کے مسلمان ہیں، کچھ پیسوں کے لیے آپ کسی کو اس طرح پیٹ رہے ہیں، اسے ذرا ایک بار غور سے دیکھو، اگر یہ ہوش و حواس میں ہوتا تو آپ لوگوں

کا اس پر غصہ بھی اچھا لگتا، مگر وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہے، اگر خدانخواستہ اس کی جگہ آپ کا کوئی اپنا ہوتا تو پھر بھی ایسا کرتے؟" سنجیدہ غصے سے بولی، ہر کوئی بڑبڑاتا ہوا ادھر ادھر چلا گیا، فریال حمزہ کے ساتھ کھڑی آنسو بہا رہی تھی، سنجیدہ ان دونوں کے پاس آئی، اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ ایسا ری ایکٹ کیوں کر رہی ہے۔

"فریال! یہ کون ہے؟ کیا تم اسے جانتی ہو؟" اس نے ان دونوں کو بغور دیکھا، حمزہ نظریں جھکائے کھڑا تھا، اس کا حلیہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

"یہ میرا حمزہ ہے۔" وہ ہچکچاتے ہوئے بولی، وہ مزید جھوٹ نہیں بول سکتی تھی، سنجیدہ دم بخود اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"یہ تمہارا بھائی ہے؟" اس نے سر تھام لیا۔

"ہاں! میں ایسے ہی بھائیوں کی بہن ہوں، میرا ایک بھائی احد ہے جو ایک مجرم ہے، جو جیل میں اپنی سزا کاٹ رہا ہے، میں نوخیز شاہ کے کسی دوست کی بہن نہیں ہوں، انہوں نے سب سے جھوٹ بولا ہے، محض اس لیے کہ سب مجھے اچھی نگاہ سے دیکھیں۔" وہ منہ پر ہاتھوں کی پشت رکھ کر سنجیدہ پر انکشافات کیے جا رہی تھی۔

"ریلیکس... چلو چل کر گاڑی میں بیٹھو اور اپنے بھائی کو بھی پیچھے والی سیٹ پر بٹھاؤ، سراج ہمارا ریسٹورنٹ میں انتظار کر رہا ہوگا۔" یہ بول کر اس نے فریال کے دل سے سارا خوف نکال دیا، وہ ستائشی نظروں سے اسے دیکھتی رہی، حمزہ کو پچھلی سیٹ پر بٹھا کر وہ خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھی اور سنجیدہ نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

"مجھے ہمیشہ یہی ڈر لگا رہتا ہے کہ اگر کسی کو معلوم ہو گیا تو اتنے پیار کرنے والے رشتے مجھ سے الگ ہو جائیں گے۔" وہ لرز رہی تھی۔

"لیکن بھائی نے اتنا بڑا جھوٹ کیوں بولا؟" سنجیدہ ابھی تک الجھی ہوئی تھی۔

"مجھے تو معلوم بھی نہیں تھا وہ یہ جھوٹ بولیں گے، اس وقت تو میں بھی حیران تھی، لیکن ان [illegible] سے مجھے بہت اہمیت و پیار ملا، میں ان کی بہت مشکور ہوں۔" وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو [illegible] لہجے میں بتا رہی تھی اور پھر سنجیدہ کو اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ وہ خاموشی سے سنتی رہی، یا توں ہی باتوں میں وہ ریسٹورنٹ پہنچ گئے، اس نے گاڑی پارک کی۔

"تم بھی چلو، سراج ہمارا ویٹ کر رہا ہوگا۔" وہ گاڑی سے اترتے ہوئے بولی۔

"نہیں، میں حمزہ کو چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔" اس نے پچھلی سیٹ پر تقریباً لیٹے ہوئے حمزہ کو دیکھا، اس پر بے ہوشی طاری تھی۔

"ٹھیک ہے، میں سراج کو ہی یہاں لے کر آتی ہوں۔" وہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گئی، اس نے تاسف سے حمزہ کو دیکھا۔ سراج تقریباً دس منٹ بعد سنجیدہ کے ہمراہ ریسٹورنٹ سے نکلا۔

"السلام علیکم!" نہایت مودب انداز میں اس نے سلام کیا، اس کے ہونٹوں پر نہایت پرسکون مسکراہٹ تھی۔ وہ سلام کا جواب دے کر فرنٹ ڈور کھول کر باہر آگئی، سنجیدہ اس کے ساتھ کھڑی تھی، فریال کو حمزہ کی وجہ سے ہچکچاہٹ بھی ہو رہی تھی کہ سراج اس کے بارے میں کیا سوچے گا۔

"اتنی اداس کیوں ہو بھئی؟" اس کا لہجہ متبسم تھا، فریال نے سر اٹھا کر نفی میں سر ہلایا۔

"گھبراؤ مت، سنجیدہ مجھے سب کچھ بتا چکی ہے۔"

"آپ بھی میرے لیے پتہ نہیں کیا سوچ رہے ہوں گے۔" اسے شرمندگی ہوئی، گردن خود بخود جھک گئی۔

"اگر ایسی بات ہوتی تو میں آپ سے اس طرح بات نہ کرتا، آپ بہت سمجھدار ہو، اگر آپ کے ساتھ ایسا ہوا تو یہ آپ کا مقدر ہے، اس میں آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے، میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔" سراج نے اتنے خوبصورت انداز میں کہا، اس کے آنسو متواتر بہنے لگے۔

"کچھ نہیں ہوگا، ہم کسی کو بھی نہیں بتائیں گے، اگر نوخیز بھائی نے جھوٹ بولا ہے تو ظاہر ہے کچھ سوچ سمجھ کر ہی بولا ہوگا، تم پہلی لڑکی ہو جس نے سنجیدہ کو امپریس کیا ہے۔" سنجیدہ نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر تسلی دی۔

"باقی رہا مسئلہ تمہارے بھائی کا تو اس کے لیے بھی میں نے کچھ سوچا ہے۔" سراج نے پرسوچ انداز میں کہا، وہ حمزہ ہی کو دیکھ رہا تھا، فریال نے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"اسے میں اسپیشل ہاسٹل میں ایڈمٹ کروا رہا ہوں، جہاں اس کا علاج ہوگا، بس کچھ مہینے لگیں گے یہ پھر عام انسانوں کی طرح نارمل زندگی گزارنے لگے گا۔" اس نے ذرا سی گردن موڑ کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"لیکن اس سب کا خرچ وغیرہ.....!" اسے تشویش ہوئی۔

"میں ہوں نا۔" وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"آپ کیوں؟"

"اچھا تو مطلب آپ کو یہ پسند نہیں ہے۔" وہ خفا ہوا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے، پہلے ہی سب کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں۔"

"تو میں تم پر کوئی احسان نہیں کر رہا ہوں، چلو ایسا کرتے ہیں آج سے آپ میری بہن اور میں آپ کا بھائی ہوں۔" اس نے مسکرا کر کہا، فریال کی جھجک ہی ختم ہو گئی۔

"لو بھئی! یہاں تو رشتے بھی بن گئے۔" سنجیدہ بولی۔

"اب چلیں....." سراج نے ان دونوں سے پوچھا، دونوں نے اثبات میں سر ہلایا، سراج نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور سنجیدہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی اور فریال پچھلی سیٹ پر آگئی، اس نے سر سیٹ کی پشت سے لگا دیا، آج اسے سراج کی شکل میں ایک اچھا بھائی مل گیا تھا۔

☆......☆......☆

وہ نوخیز شاہ کے ساتھ اس کی پولیس جیپ میں سینٹرل جیل آئی، وہ اسے اپنے آفس میں بٹھا کر باہر چلا گیا تھا، اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد احد آفس میں داخل ہوا، اسے دیکھ کر فریال کی آنکھیں جھلملائیں، شرمندگی احد کی آنکھوں میں نمایاں تھی۔

"کیسی ہو؟"

"ٹھیک ہوں، تم کیسے ہو؟" اس نے انگلیوں کی پوروں سے آنسو صاف کرتے ہوئے جواب کے ساتھ سوال کیا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں، تمہارے لیے پریشان بھی تھا، بھائی ہوتے ہوئے بھی زندگی میں کبھی تمہارے لیے کچھ نہ کر سکا، تمہیں ہمیشہ جھڑکتا رہا اور ایسی دلدل میں پھنستا چلا گیا، جہاں سے دوبارہ نکلنے کا راستہ ہی نہ ملا، میں بہت شرمندہ ہوں کہ میں اماں اور بابا کے بعد تمہارا خیال بھی نہ رکھ سکا، لیکن جب نوخیز شاہ نے بتایا کہ تم ان کے گھر میں رہ رہی ہو اور وہاں تم خوش ہو تو میں بہت مطمئن ہو گیا۔ پھر میں نے ان سے درخواست کی کہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں"۔ وہ بولا تو بولتا چلا گیا، اس کا چہرہ سپاٹ اور لہجہ شرمندہ تھا، پہلی بار احد کو خود کے لیے فکرمند دیکھ کر اسے خوشی بھی ہو رہی تھی، وہ ہر بات بھلا کر مسکرا دی۔

"میں واقعی اس گھر میں بہت خوش ہوں، وہاں سب بہت اچھے ہیں، نوخیز شاہ کے ہم پر بہت احسان ہیں"۔ نوخیز شاہ کا چہرہ اس کی آنکھوں میں چمک رہا تھا، فریال کی نگاہوں میں اس کی عزت بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

"ہاں... ورنہ کیا ہوتا تمہارا؟"

"اگر خدا ایک راستہ بند کرتا ہے تو دوسرا کھول دیتا ہے"۔

"تمہارے جانے کے بعد اماں کی حالت اتنی بگڑی کہ وہ ہمیں چھوڑ کر چلی گئیں"۔

"مجھے بہت افسوس ہے کہ اس وقت میں تمہارے ساتھ نہیں تھا"۔ اسے افسوس ہو رہا تھا۔

"پھر اس کے بعد حسنہ خالہ گھر پر آ گئی تھیں، اور بول رہی تھیں کہ میں ان کے بیٹے بلو سے شادی کر لوں اور اس کے بعد ہمارا گھر کسی کام کا نہیں رہے گا تو وہ ہمارا گھر بیچ دیں گی، میری تو یہ سن کر ہی جان نکل گئی"۔

"وہ ایسے کیسے ہمارا گھر بیچ سکتی ہیں، اور ان کا بیٹا ایک نمبر کا عیاش ہے، وہ تمہارے پاؤں کے بھی برابر نہیں ہے"۔ احد نے طیش میں مٹھیاں بھینچیں، اسے بھی بلو بچپن سے ہی ناپسند تھا۔

"نوخیز شاہ نے ہی مجھے سمجھایا کہ میرا گھر میں اکیلے رہنا ٹھیک نہیں ہے"۔ وہ دھیرے دھیرے اسے سب بتا رہی تھی۔

"اچھا احد! چھوڑو سب باتیں، تمہیں ایک اچھی خبر سناؤں؟" اس نے خوش ہوتے ہوئے استفسار کیا، احد نے تیزی سے سر ہلایا۔

"حمزہ مل گیا ہے اور سنجیدہ جو نوخیز شاہ کی بہن ہے اس نے اسے ہاسپٹل میں ایڈمٹ کروایا ہے، جہاں وہ اپنی تمام بری عادتوں سے آزاد ہو جائے گا"۔ خوشی اس کے چہرے اور آنکھوں میں چمک رہی تھی، احد کو یقین نہیں آ رہا تھا، وہ خوشی اور حیرانی کے ملے جلے تاثرات سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم سچ بول رہی ہو ناں؟" اس نے تصدیق چاہی اور پوری طرح اس کی جانب پہلو بدلا۔

"ہاں میں سچ بول رہی ہوں، مجھے میرے دونوں بھائی مل گئے، مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے"۔ احد کی کیفیت اس سے جدا نہ تھی، وہ دونوں اسی طرح باتیں کرتے رہے۔

"بھائی! جو ہو گیا وہ ہماری تقدیر تھی، اس میں کسی کا بھی کوئی بھی قصور نہیں"۔ اس نے اس کے دونوں جڑے

ہاتھوں کو الگ کیا، نوخیز شاہ خاموش کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا، احد اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر چلا گیا، پھر وہ چپ چاپ نوخیز شاہ کے ساتھ واپسی کے لیے چل پڑی۔

☆............☆............☆

سنجیدہ کی غیر متوقع بات سن کر ہال روم میں بالکل خاموشی ہو گئی تھی، طارق شاہ غصے سے سرخ ہو رہے تھے، نوخیز شاہ کو بھی اس کی احمقانہ باتوں پر غصہ آ رہا تھا۔

"ہاں پاپا! میں سچ بول رہی ہوں، میں آپ سب کی رضامندی سے اسے ہمسفر بنانا چاہتی ہوں"۔ وہ پھر سے پرسوچ انداز میں گویا ہوئی۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے، وہ ہماری حیثیت کا نہیں ہے"۔ زیبا سے رہا نہ گیا، وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولیں، طارق شاہ پشت پر ہاتھ باندھے خاموش کھڑے تھے۔

"مام! اچھی جگہ رشتہ جوڑنے میں حیثیت کوئی معنی نہیں رکھتی"۔ وہ بضد ہوئی۔

"یہ کہنے کی باتیں ہیں اور یہ فالتو باتیں اپنے ذہن سے نکال دو"۔ وہ دوٹوک لہجے میں بولیں۔

"سنجیدہ! میں بہت اچھی طرح سے جانتی ہوں کہ تمہارا ہر شوق ایک حد تک ہوتا ہے اور جب وہ چیز تمہیں مل جاتی ہے تو اس کے بعد وہ کوئی اہمیت نہیں رکھتی، وہ تمہارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی"۔ انہوں نے ایک اور بار اسے دلیل دے کر سمجھانا چاہا۔

"سراج کوئی چیز نہیں ہے مام!" اسے برا لگا تھا۔

"ہم ایک بار دھوکا کھا چکے ہیں، اپنی ایک بیٹی کی زندگی برباد کر چکے ہیں، محض اس کی پسند کو ترجیح دے کر، اب دوبارہ ہم وہ غلطی نہیں کریں گے"۔ اسے اب کوفت ہوئی۔

"آپ ایک بار سراج سے مل کر تو دیکھیں"۔ وہ التجائیہ بولی۔

"خاموش ہو جاؤ"۔ طارق شاہ کی آواز اتنی اونچی اور سخت تھی کہ سب چونک گئے۔

"تمہاری ہر ضد پوری ہوتی آئی ہے اسی لیے آج تم اتنی بگڑ گئی ہو کہ اپنے والدین سے اختلافات کرنے لگی ہو"۔ ان کا انداز اتنا سخت اور روکھا تھا کہ بے اختیار سنجیدہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"لیکن ڈیڈ.....!"

"بالکل خاموش، اب میں سراج کے بارے میں کچھ نہیں سنوں گا، تم اپنے روم میں جاؤ"۔ انہوں نے اس کی بات کاٹ کر اسے روم میں جانے کا اشارہ کیا، وہ پیر پٹختی ہوئی روم کے بجائے باہر نکل گئی اور اپنی گاڑی لے کر روڈ پر نکل پڑی، پھر مغرب کے بعد وہ واپس لوٹی۔ طارق شاہ پشت پر ہاتھ باندھے بے قراری سے چکر کاٹ رہے تھے، نوخیز شاہ مسلسل اسے کال کر رہا تھا، اس نے ایک کال بھی ریسیو نہیں کی۔

"کہاں چلی گئی تھیں؟" زیبا متفکر ہو رہی تھیں۔

"سنجیدہ! یہ کیا بدتمیزی ہے، ایٹ لیسٹ ایک تو کال ریسیو کر سکتی تھیں"۔ وہ اس کے سپاٹ چہرے پر غصیلی نگاہ ڈال کر ڈانٹ کر بولا۔ طارق شاہ خود پر ضبط کیے اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئے۔

''مجھے یا میری خوشیوں سے کس کو غرض ہے؟'' وہ ہٹ دھرمی سے کہتی ہوئی زیبا کے برابر سے گزر کر اپنے روم میں چلی گئی، بہت دیر سوچنے اور زیبا اور نوخیز شاہ سے مشورہ کرنے کے بعد طارق شاہ نے سنجیدہ تک یہ بات پہنچا دی کہ وہ سراج سے ملنا چاہتے ہیں، پھر اس کے بعد ہی وہ کچھ فیصلہ کر پائیں گے۔

☆..........☆..........☆

پندرہ منٹ ڈرائنگ روم میں ویٹ کرنے کے بعد طارق شاہ، زیبا اور نوخیز شاہ داخل ہوئے، انہیں دیکھ کر وہ سیدھا ہو بیٹھا، وہ تینوں ہی اس کے سامنے بیٹھے تھے، اس نے خوش اخلاقی سے مسکرا کر تینوں کو سلام کیا، جس کا ان تینوں نے ہی مسکرا کر ایک ساتھ جواب دیا، وہ بظاہر تو خود اعتماد نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن اندر ہی اندر بہت ڈرا ہوا تھا۔

''میں نے دو تین بار کمپنی میں تمہیں دیکھا تھا، مگر تفصیلی ملاقات کبھی نہیں ہو پائی''۔ طارق شاہ ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئے۔

''جی بالکل! کبھی ایسا موقع ہی میسر نہیں ہوا''۔ وہ مؤدب انداز میں بمشکل بول پایا، اسے اپنا آپ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی جنگ کے میدان میں کھڑا ہو اور کچھ ہی دیر میں زندگی اور موت کا فیصلہ ہونے والا ہو، اس کی زندگی کا یہ سب سے مشکل ترین امتحان تھا اور کچھ بھی کر کے اسے اس امتحان میں پاس ہونا تھا۔

''وہ ٹھیک ہے، لیکن مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میری عزیز از جان بیٹی کو تم اتنے پسند آ ؤ گے کہ وہ کسی بھی حد سے گزر جانے سے باز نہیں آئے گی''۔ طارق شاہ اس پر طنز کر رہے تھے۔

''سنجیدہ کو تم اتنا تو جان گئے ہو گے ناں کہ وہ بہت ضدی اور خود سر ہے، اسے جو چیز پسند آ جائے وہ اسے پانے کی جستجو کرتی ہے اور پھر جب اسے حاصل کر لیتی ہے تو وہ چیز اس کے لیے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی''۔ اس بار زیبا نے اسے باور کروایا، ان کی پوری بات سن کر وہ مسکرا دیا۔

''آنٹی! پہلی بات تو میں کوئی چیز نہیں بلکہ ایک جیتا جاگتا انسان ہوں اور یہ پسند سنجیدہ کی وہ پسند ہے جو اس کے دل کے کونے میں گھر کر چکی ہے اور کبھی ختم نہیں ہو سکتی''۔ سراج نے طمانیت سے بہت خوبصورت جواب دیا، نوخیز شاہ اس کے اطمینان بھرے جواب پر کچھ چونکا تھا۔

''میں جانتا ہوں، آپ لوگوں کے لیے مجھ پر بھروسہ کرنا تھوڑا مشکل ہے، دیکھیں بھروسہ قطرہ قطرہ جمع ہو کر سمندر بنتا ہے، اور اگر ٹوٹ جائے تو ایک جھرنے کی طرح بہہ جاتا ہے، لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ بھروسہ کریں گے تو میں کبھی بھی اسے ٹوٹنے نہیں دوں گا، اور میں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا، یہ لفظی اظہار نہیں ہے بلکہ یہ عملی اظہار بھی ہوگا''۔ اس کی باتیں نوخیز شاہ کے دل پر لگ رہی تھیں، اس کا دل سراج پر یقین کر چکا تھا، طارق شاہ نے نوخیز شاہ کی جانب دیکھا۔

''ڈیڈ! ہر کوئی ایک جیسا نہیں ہوتا، مجھے لگتا ہے کہ سراج کو ایک موقع دینا چاہیے''۔ اس نے اپنی رائے پیش کی، کچھ دیر سوچنے کے بعد طارق شاہ گویا ہوئے۔

''ٹھیک ہے، مجھے تم ایماندار لگ رہے ہو، تم اب کے سنڈے اپنے والدین کو لا سکتے ہو، باقاعدہ رشتہ مانگنے کے

لیے''۔ بولتے ہوئے طارق شاہ مسکرا رہے تھے، زیبا بھی مطمئن نظر آ رہی تھیں۔

سراج کی فیملی کے بارے میں سنجیدہ نے پہلے ہی اپنے گھر والوں کو بتا دیا تھا، پہلے انہیں اس بات پر بھی سخت اعتراض تھا مگر سراج سے ملاقات کے بعد وہ سب مطمئن ہو گئے تھے، پھر سراج کے والدین گاؤں سے آ کر سنجیدہ کے والدین سے مل کر رشتہ پکا کر گئے۔

☆..........☆..........☆

پچھلے کچھ دنوں سے وہ ہر کام فراموش کیے اپنی ہی الجھنوں میں الجھا ہوا تھا، وہ خود کو سمجھ نہیں پا رہا تھا، اس وقت بھی وہ آفس میں اضطرابی کیفیت میں بیٹھا ہوا تھا، گزشتہ رات بھی زیبا نے اسے بے شمار ایک سے ایک خوبصورت لڑکیاں دکھائی تھیں اور ان تصویریوں کو دیکھ کر اسے وہی ہمیشہ والی بیزاری ہو رہی تھی، زیبا سنجیدہ سے پہلے اس کی شادی کر دینا چاہتی تھیں، وہ تو ہتھیلی پر سرسوں جمائے بیٹھی تھیں اور جلد از جلد حتمی فیصلہ کر دینا چاہتی تھیں، انہیں لوگوں کی پرواہ بھی تھی کہ لوگ کیا سوچیں گے کہ بڑا بیٹا کنوارہ ہے اور چھوٹی بیٹی کی شادی ہو رہی ہے۔

''کیوں مجھے ہزاروں لڑکیوں میں ایک اس کا ہی چہرہ نظر آ رہا ہے''۔ اس نے خود سے استفسار کیا، مگر جواب کہیں سے نہیں پایا۔

''کیا فریال میں وہ سب ہے جو مجھے اب تک کسی اور لڑکی میں پسند نہیں آیا؟'' انگلیوں سے پین کے ساتھ کھیلتے ہوئے اس نے دوبارہ استفسار کیا۔

''نوخیز شاہ! کیا تم بھی ظاہری خوبصورتی کو ترجیح دینے لگے ہو، بھلے ہی وہ زیادہ خوبصورت نہیں ہے، لیکن اس میں وہ سب خوبیاں ہیں جسے پا کر تم ایک خوشحال زندگی بسر کر سکتے ہو''۔

اس کے گھر کے علاوہ اس کا کہیں اور ٹھکانہ بھی نہ تھا، اسے اپنی زندگی کسی نہ کسی کے ساتھ تو گزارنی تھی، تو پھر وہ خود ہی کیوں نہ اسے اپنا لے، وہ اسے خود سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا، یہ تصور کرنا بھی اب محال ہو رہا تھا، اس کا پتھر کا دل فریال کے لیے پگھل رہا تھا، وہ کسی قیمت پر اس سے دستبرداری نہیں چاہتا تھا، الجھنوں میں گھرا ہوا اس نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا اور آنکھیں بند کر دیں۔

☆..........☆..........☆

سنجیدہ نے پوری فیملی کو ٹریٹ دی اور وہ سب شہر کے اعلیٰ ترین ہوٹل میں ڈنر کرنے پہنچ گئے، سنجیدہ بہت خوش تھی اس کے چہرے سے خوشی جھلک رہی تھی، اسے دنیا کی سب سے انمول چیز مل گئی تھی، فریال اس کے اور نوخیز شاہ کے لیے بھی بہت خوش تھی، نوخیز شاہ کی بھٹکتی ہوئی نگاہیں اس کے چہرے پر جا رکیں، وہ اس حرکت سے خود کو باز رکھنا چاہتا تھا، مگر کر نہیں پا رہا تھا۔ ڈنر کر کے وہ سب خوشی خوشی پارکنگ ایریا میں آئے، حسنہ خالہ وہاں جانے کیا کر رہی تھیں، وہ فریال کو دیکھتے ہی چونک اٹھیں، اور عجلت سے چلتی ہوئیں اس کے پاس آ گئیں، سنجیدہ اس کے ساتھ کھڑی تھی، باقی تمام افراد ان کے پیچھے تھے، فریال کا پورا وجود پسینے سے بھیگ گیا تھا، اور وہی ہوا جو وہ کبھی نہیں چاہتی تھی۔

''اچھا تو تم یہاں گھومتی پھر رہی ہو، اور میرا بیٹا جیل میں بیٹھا ہے''۔ فریال کو دیکھتے ہی وہ خطرناک تیوریوں کے ساتھ شروع ہو گئیں۔

"آخر تمہارا کیا بگڑ جاتا تم میرے بیٹے کے ساتھ شادی کر لیتیں، اور اوپر سے میرے معصوم بیٹے کو جیل بھجوا دیا"۔ حسنہ خالہ کا لہجہ اتنا کاٹ دار تھا کہ وہ کچھ بول ہی نہیں پا رہی تھی۔ اس نے خوف زدہ ہو کر پیچھے مڑ کر سب کو دیکھا، سنجیدہ اور نوخیز شاہ کے علاوہ سب حیران و پریشان تھے۔

"تم جتنی بھولی دکھتی ہو، اتنی ہو نہیں، اپنا گھر کرائے پر دے کر جانے خود کہاں گھوم رہی ہو، مجھے یقین نہیں آ رہا کہ میں جسے اپنی بہو بنانا چاہتی تھی اس کے لچھن یہ ہوں گے، اچھا ہوا یہ قدم اٹھانے سے پہلے ہی تمہاری اصلیت سامنے آ گئی کہ تمہارا کیسا کردار ہے اور جہاں تک بلو کا سوال ہے تو میں بہت جلد اسے چھڑوا لوں گی اور اس کے لیے چاندی ہی بھولاؤں گی"۔ خالہ ہاتھ نچا نچا کر بول رہی تھیں، فریال کے لیے وہاں کھڑا ہونا دشوار ہو رہا تھا، اس کا چیخ چیخ کر رونے کے لیے دل کر رہا تھا، اس کے اعصاب ہولے ہولے کانپ رہے تھے۔

"آپ یہ کیا بولے جا رہی ہیں، آپ میں ذرا بھی تمیز نہیں کہ انسانوں سے کیسے بات کی جاتی ہے؟" سنجیدہ کے لہجے میں کڑواہٹ در آئی۔

"تم کون ہوتی ہو مجھے تمیز سکھانے والی؟" خالہ تنک کر ذرا آگے آ کر بولیں۔

"یہ میری بہن ہے اور میں ایس۔ پی نوخیز شاہ ہوں، آپ کا بیٹا اگر جیل گیا ہے تو اپنے کرتوتوں کی وجہ سے"۔ اس کا انداز اتنا سخت اور اتنا پاورفل تھا کہ خالہ ایک لفظ بھی ادا نہ کر سکیں اور طنزیہ نگاہ فریال پر ڈالتی ہوئیں چلی گئیں۔ وہ سب خاموشی کے ساتھ گھر چلے آئے، اور نہایت خاموشی میں طارق شاہ کی کڑکے دار آواز گونجی۔

"یہ لڑکی کون ہے؟"

"ڈیڈ! یہ لڑکی ایک مجرم کی بہن ہے"۔ نوخیز شاہ نے سچائی کے ساتھ جواب دیا، وہ کسی بھی موقع پر ہچکچاتا نہیں تھا۔

"تو تم نے ہم سے جھوٹ کیوں بولا؟" پشت پر ہاتھ باندھے وہ غصے سے اس کی طرف مڑے۔

"کیونکہ جھوٹ بولنے کی ضرورت تھی"۔ وہ دوبدو بولا۔

"میں پوچھ سکتا ہوں، ایس۔ پی نوخیز شاہ کو ایک عام سی لڑکی کے لیے جھوٹ کیوں بولنا پڑا؟" اس کے نام پر زور دیتے ہوئے انہوں نے گہرا طنز کیا۔

"فریال عام لڑکی نہیں ہے ڈیڈ!" وہ تڑپ کر بولا، طارق شاہ سمیت سب ہی حیرت زدہ تھے۔

"اور میں نے جھوٹ اس لیے بولا کہ اگر میں سچ بولتا تو کیا فریال کو وہ عزت و اہمیت ملتی جو پہلے ملتی آئی ہے، کیا اسے اچھی نگاہوں سے دیکھا جاتا؟"

"لیکن اس کی ضرورت پیش ہی کیوں آئی، اگر یہ مجرم کی بہن ہے تو تم اسے اپنے گھر لے آئے، وہ بھی جھوٹ بول کر؟ کیا اس کے باقی گھر والے نہیں ہیں؟"

"نہیں ہیں"۔ وہ بھی اسی انداز میں بولا۔

"تو اس کے کوئی قریبی رشتے دار تو ہوں گے نوخیز تمہیں اندازہ بھی ہے کہ اگر دنیا کو معلوم ہو تو وہ ہمارے بارے میں کیا سوچیں گے، ہمارے گھرانے کے بارے میں کیا سوچیں گے؟" غصے سے ان کا چہرہ سرخ تھا، فریال،

سنجیدہ کے ساتھ سمٹی کھڑی تھی۔

"دنیا کی پروا نوخیز شاہ کو نہ پہلے تھی نہ آج ہے اور نہ کبھی رہے گی"۔ اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"جیسا کہ آپ لوگ بھی جانتے ہیں کہ میں کبھی ایسا فیصلہ نہیں کرتا جو غلط ہو، اس کے کوئی رشتے دار نہیں ہیں، اس کا کوئی نہیں ہے، جس عورت کو آپ لوگوں نے کچھ دیر پہلے دیکھا وہ ان کی پڑوسن تھی جو اپنے گھٹیا بیٹے سے اس کی شادی کر دینا چاہتی تھی اور بغیر اس کی مرضی کے اس کا گھر بھی بیچ دینا چاہتی تھی اور یہ ظلم میں دیکھ نہیں سکا، اگر میں پولیس والا نہ بھی ہوتا اور ایک عام انسان بھی ہوتا تو بھی میں کسی کے ساتھ ایسا ظلم کرنے نہیں دیتا، اور اتنے عرصے میں تو آپ بھی فریال کو اچھی طرح سے جان گئے ہوں گے، بہتر یہی ہوگا کہ اس بات کو یہیں پر ختم کر لیا جائے، اور فریال کی اہمیت پہلے جیسی ہی قائم رہے"۔ سرد سا لہجہ لیے کر وہ گویا ہوا، طارق شاہ خاموش ہو گئے ان کے پاس بولنے کو باقی کچھ بچا ہی نہیں، زیبا بھی خاموش تھیں وہ سب کچھ سمجھ گئی تھیں، امبر نے فریال کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔

☆..........☆..........☆

اگلے روز گھر کا ہر فرد نارمل ہو گیا تھا، سب کچھ پہلے جیسا ہی تھا، فریال کو کچھ بھی بدلا ہوا نہیں لگ رہا تھا، طارق شاہ کا موڈ اور رویہ بالکل ٹھیک تھا، وہ پہلے بھی اس سے کم ہی مخاطب ہوا کرتے تھے، زیبا اسے وہی اہمیت اور پیار دے رہی تھیں، انہوں نے گزشتہ رات والی بات کے بارے میں ذرا بھی تذکرہ نہیں کیا، سنجیدہ کی انگیجمنٹ کی تیاریاں بھی شروع ہو چکی تھیں، اور وہ اس سب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھی، اس کے ہاتھ بٹانے سے زیبا کی پریشانی دور ہو گئی تھی، سنجیدہ اور امبر اس کی موجودگی میں نوخیز شاہ کا ذکر کر کے زیر لب مسکرا اٹھتیں، اور وہ پزل ہو کر رہ جاتی، یہ اس کے لیے پریشانی کا باعث بھی ہو رہا تھا اور پھر اس شام زیبا نے اسے اپنے روم میں بلوا کر ایسی بات کی کہ اس کے اوسان ہی خطا ہو گئے، جیسے یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ اس نے جو سنا ہے وہ حقیقت ہے، وہ بے یقینی و حیرانگی کی سی کیفیت میں منہ کھولے انہیں دیکھ رہی تھی، جیسے انہوں نے کوئی مذاق کیا ہو، اس نے ایسا سوچا بھی کب تھا، اور زیبا اس کی کیفیت سے محظوظ ہوتے ہوئے اطمینان سے مسکرا دیں۔

☆..........☆..........☆

زیبا کی بات نے اسے پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا، نوخیز شاہ نے خود اس سے شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی، یہ سن کر اس کا رنگ ہی اڑ گیا تھا، نوخیز شاہ سے تو بات کرتے ہوئے بھی وہ گھبراتی تھی، اس کے ساتھ پوری زندگی بسر کرنا اسے دشوار ترین لگ رہا تھا، وہ دل کا صاف اور ایک اچھا انسان تھا، لیکن اس کی نیچر سے فریال کو خوف آتا تھا، وہ خود کو نوخیز شاہ کے لائق بھی نہیں سمجھ رہی تھی اور یہی سوچ رہی تھی کہ نوخیز شاہ مجبوری کے تحت اس سے شادی کرنا چاہتا ہے تاکہ لوگ مزید اس کے بارے میں کچھ غلط نہ بول سکیں۔ فریال کا ذہن سوچ سوچ کر تھک گیا تھا، وہ گم صم سی ہو گئی تھی، نوخیز شاہ بھی ان دنوں اپنے کام میں مصروف تھا، اس لیے ابھی اس سے سامنا نہیں ہو پایا تھا۔

زیبا نے اپنے بہن اور بھائی اور ان کی تمام فیملیز کو خاص دعوت دی تھی اور نوخیز شاہ کے کہنے پر انہوں نے سب پر فریال کی حقیقت عیاں کر دی تھی، کیونکہ وہ فریال کے دل سے سارا خوف دور کر دینا چاہتا تھا، وہ چاہتا تھا کہ فریال

سر اٹھا کر جینے۔ فریال کو جیسے اندر تک سکون مل گیا تھا وہ سب دلوں اور چہروں پر خوشیاں سجا کر ہال پہنچے۔ نجیبہ پرپل شرارے میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی اور اس کے ساتھ بیٹھا سراج بھی خوب جچ رہا تھا، وہ ایک دوسرے کے ساتھ بے حد خوبصورت لگ رہے تھے، ان دونوں کی جوڑی کو سراہا جا رہا تھا۔ فریال وائٹ فینسی فراک میں پہلے سے مختلف اور عمدہ و خاص لگ رہی تھی، نوخیز شاہ تو اسے دیکھتے ہی چونک اٹھا تھا، اس کا دل زور سے دھڑکا تھا اور اس کی نگاہیں بار بار فریال کی طرف بھٹک رہی تھیں۔

"بہت اچھی لگ رہی ہو" ۔ میر زاد اس کے پیچھے ہی چلا آیا، وہ مسکرا دی۔

"شکریہ" زیر لب مسکرا کر جواب دیا۔

"ویسے میڈم! مجھے بہت دکھ ہوا کہ تم نے مجھ سے بھی سچ کو پوشیدہ رکھا" ۔ جب سے اسے معلوم ہوا تھا وہ اکھڑا ہوا تھا، اسے فریال سے شکوہ تھا۔

"سوری... پر تم ہی پہلے شخص تھے جس نے مجھے سمجھا اور مجھے خاص اہمیت دی اور میں یہ بھی سوچتی رہی کہ میری حقیقت جان کر تمہارا رویہ میرے ساتھ بدل نہ جائے، بس مجھے اسی بات کا بہت ڈر تھا" ۔ وہ بے جھجک بولے گئی، دور بیٹھا نوخیز شاہ ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا، اور اندر ہی اندر سلگ رہا تھا، میر زاد کا فریال سے بات کرنا اسے پسند نہیں تھا۔

"میں اس بات کو لے کر بہت پریشان رہتی تھی، ویسا کچھ بھی نہیں ہوا، ہاں طارق انکل تھوڑا خفا ہوئے تھے، ان کا غصہ بھی بجا تھا، مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا کہ اب جانے کیا ہوگا، لیکن اگلے دن سب کچھ نارمل ہو گیا، بالکل ایسے ہی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہو، اور مجھے خود بہت اطمینان و سکون مل رہا ہے، اب دل کے تمام ڈر و خوف نکل گئے ہیں، میں خود کو آزاد محسوس کر رہی ہوں، مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا" ۔ وہ خوش اور مطمئن تھی۔

"ہم م م م... دیکھو نا تم اتنی اچھی ہو کہ سب کچھ معلوم ہو جانے کے بعد بھی سب تمہارے ساتھ ہیں، کوئی نہیں بدلا اور سونے پر سہاگہ بھی ہو گیا، مطلب نوخیز بھائی سے آپ کا رشتہ بھی ہو رہا ہے، وہ بھی ہمارے بہادر نوخیز شاہ سے" ۔ وہ سینہ تان کر اکڑ کر بولا، گویا وہ نوخیز شاہ کی نقل کر رہا تھا، فریال کو بے ساختہ ہنسی آ گئی۔

"لیکن میں پریشان ہوں" ۔ وہ ذرا چل کر پاس رکھی چیئر پر بیٹھی، ہنسی اس کے چہرے سے غائب ہو گئی۔

"وہ کیوں؟" وہ بھی دوسری چیئر گھسیٹ کر اس کے مقابل بیٹھا۔

"میں جانتی ہوں، انہوں نے یہ فیصلہ مجھے لوگوں کی نظروں سے بچانے کے لیے کیا ہے، کیونکہ انہوں نے ہمیشہ میرے ساتھ بہت ہمدردی کی ہے، وہ رحم دل ہیں، انہوں نے مجھ پر بہت احسان کیے ہیں اور اب بھی وہ مجھ پر احسان ہی کر رہے ہیں" ۔ اس نے دل کھول کر اپنی پریشانی میر زاد سے بیان کی، وہ اسے اپنا لگتا تھا، وہ بلا جھجک اس سے اپنی باتیں شیئر کر سکتی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے، تم غلط سوچ رہی ہو، اگر بھائی تم پر احسان کر رہے ہوتے تو میں ان کی آنکھوں میں تمہارے لیے وہ چمک نہیں دیکھ رہا ہوتا، وہ تمہیں سچ میں پسند کرتے ہیں، اور یہ بھی سچ ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارے لیے کچھ بھی الٹا سیدھا کہے اس لیے وہ تمہیں سچے دل سے اپنانا چاہتے ہیں" ۔ یہ سب سن کر وہ چونکی تھی۔

کہ واقعی نوخیز شاہ کی آنکھوں میں اس کے لیے کچھ خاص ہے، جو وہ کبھی دیکھ نہ پائی، کیا وہ سچ میں اتنی خوش نصیب ہے؟

"اب اتنی حیران کیوں ہو رہی ہو، اصل میں، میں بھی یہی چاہتا تھا کہ تم نوخیز بھائی کی ہمسفر اور ہمراہ ہو" ۔ وہ اپنے ہاتھ لہرا کر شوخی سے بولا، شرم سے اس کا چہرہ جھک گیا، ہونٹوں پر مدھم مسکراہٹ بھی پھیلی تھی۔

"اب تم اپنے دل میں یہ احساس کمتری لے کر مت بیٹھ جانا کہ وہ یہ مجبوری کے تحت ایسا کر رہے ہیں، انہوں نے بہت لڑکیوں کو ریجیکٹ کیا ہے، انہوں نے ڈھیر ساری لڑکیوں میں سے تمہارا انتخاب کیا ہے، تو بس نوخیز شاہ کو تم پسند آ گئی ہو، انہیں تم میں وہ سب نظر آ گیا ہے جو کسی دوسری میں نہیں نظر آیا، اس لیے تم سر اٹھا کر جیو، یوں بے وقوفوں کی طرح نہیں، اور سب سے اچھی بات یہ ہے اس رشتے سے کسی کو بھی اعتراض نہیں ہے، بس خدا کا شکر ادا کرو کہ انہوں نے تمہاری قسمت بہت اچھی لکھی" ۔ وہ بولتا رہا اور وہ سنتی رہی۔

"ویسے مانا کہ وہ ذرا اکڑو ہیں، مگر دل کے بہت اچھے ہیں، یہ تو تم بھی مانتی ہو ناں؟" اس کے جھکے سر کو گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے وہ شرارتاً بولا۔

"اور ذرا ہٹلر ٹائپ بھی ہیں" ۔ وہ برا سا منہ بناتے ہوئے بولا، فریال نے یک لخت جھکا سر اٹھا کر اسے آنکھیں دکھائیں۔

"اوہو... تو ابھی سے اپنے ہونے والے مجازی خدا کے بارے میں برا لگنے لگا" ۔ وہ دونوں ہاتھ کانوں کو لگاتے ہوئے بولا، فریال نے ہلکی سی چپت اسے رسید کی، نوخیز شاہ سے یہ سب دیکھنا برداشت نہیں ہو رہا تھا، پھر فریال کو زیبا نے بلایا تو وہ چلی گئی، نوخیز شاہ کے علاوہ بھی کوئی تھا جو ان دونوں کو ساتھ بولتے اور ساتھ ہنستے دیکھ سلگ رہا تھا، اور وہ تھی لاریب۔

نجیبہ اور سراج نے ایک دوسرے کو رنگ پہنا کر نئی زندگی کو خوش آمدید کہا، وہ دونوں بہت خوش تھے، دونوں کے چہرے چمک رہے تھے، طارق شاہ نے سب سے یہ بات چھپائے رکھنے کا کہا تھا کہ سراج کیسی فیملی سے تعلق رکھتا ہے، اور اس بات سے سراج کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا، کیونکہ وہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر بڑے ہونے والوں میں سے نہیں تھا۔

"فریال سے اتنے فری کیوں ہوتے ہو؟" تقریب کے اختتام پر لاریب نے آخر اسے گھیر ہی لیا۔

"تو تمہیں کیا پرابلم ہے، میں کسی سے بھی بات کروں" ۔ اس نے کندھے اچکا کر کہا۔

"مجھے بہت زیادہ پرابلم ہے، اسی لیے تو بول رہی ہوں" ۔ اس کے نروٹھے جواب ہمیشہ لاریب کو تکلیف پہنچاتے تھے۔

"میں نے کتنی بار کہا ہے کہ میری کسی بات میں دخل اندازی مت کیا کرو، مجھے یہ پسند نہیں ہے" ۔ وہ چیخا تھا، وہ لہرا کر اس کے مقابل ہوئی۔

"مجھے نہیں پسند تم اس سے ہنس ہنس کر بات کرو اور اسے اتنی اہمیت دو، جو چیز تم نے مجھے کبھی نہیں دی، وہ تم اسے کیسے دے سکتے ہو؟" متواتر اس کے آنسو جاری تھے۔

"اگر میں تمہیں سمجھانے بیٹھوں تو تم کبھی سمجھ نہیں پاؤ گی، اور ہمیشہ اپنا نظریہ غلط مت رکھا کرو، کبھی کسی کو اچھی نگاہ سے بھی دیکھا کرو، ایک لڑکی، لڑکے کا ہنس کر بولنا یا بات کرنا اس بات کا ثبوت نہیں ہوتا کہ ان دونوں کے درمیان میں کچھ چل رہا ہے، اگر تم غلط سوچو گی تو نظر بھی غلط ہی آئے گا۔" اسے لاریب کا یہ والہانہ پن بہت برا لگا تھا۔

"تو تم پھر اسے اہمیت کیوں دے رہے ہو، فریال کو دیکھ کر تو مجھے پہلے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اچھے گھر کی لڑکی نہیں ہے، مجھے تو بے چارے نوخیز بھائی پر ترس آ رہا ہے، اس لڑکی کی تو عادت ہے، سب کو اپنا بنانے کی، جانے اس میں لوگوں کو کیا خاص نظر آتا ہے۔" وہ غصے میں بہت زیادہ بول گئی تھی، میرزاد کا تو پارہ ہائی ہو گیا تھا۔

"لاریب.... ابھی جاؤ یہاں سے، ورنہ میرا ہاتھ اٹھ جائے گا۔" میرزاد کو اس وقت اس پر شدید غصہ آ رہا تھا۔

"اوہ..... تو تم اس کے لیے مجھ پر ہاتھ اٹھاؤ گے؟" وہ بے یقینی سے بولی۔

"ہاں تمہاری ان گھٹیا باتوں اور سوچ سے مجھے نفرت ہے اور تم کوئی نہیں ہوتی جسے میں صفائی دیتا پھروں، اور مجھ سے زیادہ شاید ہی کوئی خوش ہو کہ نوخیز بھائی، فریال کو اپنی زندگی میں شامل کر رہے ہیں، آہ..... اگر تم کیا جانو۔" وہ اس پر تمسخرانہ نگاہ ڈالتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ لاریب کی طرح نوخیز شاہ کو بھی بہت بڑی غلط فہمی ہو گئی تھی، اسی لیے اگلے دن میرزاد کو کچن میں فریال کے پاس کھڑا دیکھ کر اس کے زخم تازہ ہو گئے، وہ فریال کے سامنے ایسا کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا، اس لیے فریال کے جاتے ہی اس نے میرزاد کو آڑے ہاتھوں لیا۔

☆..........☆..........☆

"مجھے تمہارا فریال کے ساتھ زیادہ فری ہونا پسند نہیں ہے اور تم یہ بات تو جان ہی چکے ہو کہ بہت جلد فریال اور میری شادی ہو جائے گی، سو مجھے تمہاری زبردستی والی دخل اندازی پسند نہیں ہے، اب خیال رکھنا اور دور رہنا۔" وہ کھرے اور اکھڑ انداز میں بولا، لائٹ بلو کاٹن کے سوٹ میں اس کی پرسنالٹی اور بھی پرکشش لگ رہی تھی، سن گلاسز اس نے بائیں ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے، میرزاد کو دل ہی دل میں بہت خوشی ہو رہی تھی، اس کا مطلب یہ تھا کہ فریال اس کے لیے بہت اہم تھی اور وہ بھی تو یہی چاہتا تھا کہ فریال کے لیے نوخیز شاہ کے دل میں ایسے جذبات پیدا ہو جائیں، وہ سخت تیوروں سے اسے دیکھ رہا تھا، مگر وہ معصوم بنا رہا۔

"آپ غلط سوچ رہے ہیں۔" اس کے سامنے میرزاد کا سر جھک گیا۔

"جو نظر آ رہا ہے اس کا مطلب تو کوئی بھی غلط نکال سکتا ہے۔" اس نے دانت پیسے۔

"اصل میں شروع میں، میں ہی وہ پہلا شخص ہوں جس نے فریال کو سمجھا اور پھر آپ کو بھی۔ دراصل میں چاہتا تھا کہ فریال اور آپ کا رشتہ ہو جائے، معلوم نہیں میرے دل میں یہ خواہش کیوں جاگی، پھر میں نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ آپ کو میرا فریال کے ساتھ بات کرنا اچھا نہیں لگتا، اس کے بعد تو میں یہ جان بوجھ کر کرنے لگا، میں آپ کی طرف سے نگاہوں کا بھی سامنا کرتا رہا، لیکن اس سب میں فریال بالکل معصوم ہے۔" وہ دھیرے دھیرے بول رہا تھا، نوخیز شاہ کو حیرت ہو رہی تھی۔

"لیکن تم ایسا کیوں چاہتے تھے؟" حیرت چھپاتے ہوئے اس نے استفسار کیا۔

"کیونکہ فریال بہت معصوم اور سادہ ہے، میں نے محسوس کیا تھا کہ وہ بہت احساس کمتری میں مبتلا ہے، وہ خود کو

دوسروں سے بہت کمتر اور الگ پاتی ہے، اور اسے کبھی کسی نے اس طرح ٹریٹ نہیں کیا جس طرح کی اسے ضرورت تھی، پھر میں نے اسے بہت اہمیت دی، اس کے ساتھ ہمیشہ دوستانہ رویہ رکھا تاکہ اس کے اندر خود اعتمادی پیدا کر سکوں اور وہ خود کو دوسروں کے برابر سمجھ سکے، لیکن اس کے باوجود اس نے کبھی مجھے اپنی حقیقت کے بارے میں نہیں بتایا، مگر پھر بھی مجھے اس سے ہمدردی تھی، اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کو بھی اس سے بہت ہمدردی ہے، اور میں نے یہ بھی محسوس کیا ہے کہ آپ کی آنکھیں اس کے لیے ایک انوکھے پن سے مسکرانے لگتی ہیں، اور آپ کے چہرے پر حسد کے تاثرات بھی دیکھے، جب فریال مجھ سے بات کرتی، یا میرے ساتھ ہنستی تو کتنا برا لگتا ہے آپ کو، بس پھر یہی خواہش جاگ اٹھی کہ کیوں نہ آپ جیسے کامیاب اور پراعتماد شخص کے لیے فریال کا انتخاب ہو اور وہ جب آپ کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلے تو وہ سر اٹھا کر چلے۔" اس نے نوخیز شاہ کو بغور دیکھا، وہ غور سے اس کی بات سن رہا تھا۔

"اور ویسے بھی فریال اور آپ کی فیملی ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں، اس کے لیے آپ کے گھر سے بہتر کوئی اور جگہ ہے ہی نہیں، بس میں دعا گو ہوں کہ آپ دونوں ہمیشہ خوش رہو۔" وہ مسکرایا۔

"تو تم چہرے اور آنکھیں بھی پڑھ لیتے ہو۔" میرزاد کی باتیں اسے بہت امپریس کر رہی تھیں۔

"جی ہاں۔" وہ فخریہ بولا۔

"میں نے فریال کو اعتماد دے کر خود سے اتنا فری کر لیا ہے کہ وہ ہر بات مجھ سے شیئر کر لیتی ہے اور کل رات بھی وہ مجھ سے یہی بات شیئر کر رہی تھی کہ آپ اپنی مرضی سے اس سے شادی نہیں کر رہے بلکہ کسی مجبوری کے تحت کر رہے ہیں، اور میں آپ کے فیور میں ہی بول رہا تھا اسے سمجھا رہا تھا کہ وہ غلط سوچ رہی ہے، وہ سمجھ بھی گئی، اب آپ خود اسے اتنا اعتماد دیں کہ وہ مجھ سے نہیں بلکہ آپ سے اپنی ہر بات شیئر کر سکے، آپ اس کا دل اتنا صاف کر دیں کہ آپ کا یہ فیصلہ آپ کی خوشی جان کر آپ کے ساتھ نئی زندگی خوشی سے شروع کر سکے۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے میرزاد کا شانہ تھپکایا۔

"وہ بہت حساس ہے، بچپن سے ہی وہ ایسے حساس حالات سے گزری ہے، اب آپ ہی اسے بدل سکتے ہو، اور اسے حقیقی خوشیاں دے سکتے ہو۔" وہ ہنوز مسکراتا ہوا بولتا چلا گیا اور وہ کھل کر مسکرا بھی نہ سکا، اسے حیرانگی کے ساتھ خوشی بھی ہو رہی تھی کہ میرزاد نے اسے عکس دکھایا، اسے زندگی کی حقیقت اور جینے کا درست طریقہ بتایا، اس کے ذہن کے پردے کھل گئے تھے، اس کا دل ایک دم صاف ہو گیا، وہ دل سے فریال کو چاہتا تھا۔

☆..........☆..........☆

روم کی صفائی کر کے ماسی کو باقی گھر کی صفائی کی ہدایت کر کے وہ خود واش روم چلی گئی، شاور لے کر خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی، بال تولیے سے رگڑتی ہوئی بالکنی میں چلی گئی، پھر آئینے کے سامنے سراپا دیکھا اور برش کرنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ نوخیز شاہ کی آمد پر وہ ہڑبڑا گئی، نوخیز شاہ نے نظر بھر کر اس کے بالوں کو دیکھا پھر دھیرے دھیرے فاصلہ طے کرتا ہوا اس کے قریب آیا۔

"مجھ سے اتنا مت گھبرایا کرو، میں بھی تمہارے جیسا ہی ایک انسان ہوں۔" لہجہ نرم مگر انداز وہی تھا، وہ جز بز سی

ہوگئی۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم اتنی با اعتماد ہو جاؤ کہ مجھ سے نہ گھبراؤ، بلکہ تم مجھ سے اپنی ہر بات شیئر کر سکو، آفٹر آل میں تمہارا ہونے والا شوہر ہوں"۔ آخر میں اس کا لہجہ سحر انگیز تھا، فریال سے وہاں کھڑا ہونا محال ہو رہا تھا، ٹانگیں ہولے ہولے کانپ رہی تھیں، وہ اعتماد سے بنا ہچکچائے بول رہا تھا۔

"تم شاید یہ سمجھ بیٹھی ہو کہ میں اپنی قربانی دے رہا ہوں، محض اس لیے کہ کوئی تمہیں برا بھلا نہ کہہ سکے اور میں اسی وجہ سے تم سے شادی کر رہا ہوں، حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے، میں نے خود ہی مام، ڈیڈ سے تمہارے لیے خواہش ظاہر کی"۔ اس نے دھیمے لہجے میں بتایا، وہ خاموش کھڑی رہی اور اس کا ایک ایک لفظ بغور سن رہی تھی۔

"اب اصل بات یہ ہے کہ تم سمجھ رہی ہو کہ میں مجبوری کے تحت یہ رشتہ کر رہا ہوں، تو ایسا کچھ نہیں ہے"۔ وہ دو قدم اور قریب آیا، فریال کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو رہی تھیں، اعصاب کانپ رہے تھے، گھبراہٹ میں اس نے سر پر دوپٹہ بھی نہیں کیا تھا، اس کے گیلے اور ایک دوسرے میں الجھے بال نوخیز شاہ کو بہت اچھے لگ رہے تھے، دل چاہ رہا تھا کہ کبھی اس پر سے نظر نہ ہٹے، بس اس کا یہ روپ ہی دیکھتا رہا۔

"فریال! میری دلہن بنو گی؟ کیا میرے دل کی چاہت کو قبول کر لو گی؟" اس کے ایک ایک حرف میں سچائی کے ساتھ محبت تھی۔

"جواب دو...!" اسے ہنوز خاموش دیکھتے ہوئے وہ دوبارہ بولا۔ فریال کے دل کی تمام الجھنیں دور ہو گئیں، جو باتیں اسے اتنے دنوں میں پریشان کیے ہوئے تھیں وہ تمام کی تمام غلط فہمیاں دور ہو گئیں، نوخیز شاہ نے اس کے لیے اپنی چاہت کے بے شمار دروازے کھول دیئے تھے، اس کے چاروں اور پھول بکھیر دیئے، اس کی آنکھوں میں بے حساب تارے سجا دیئے تھے، شرم کے ساتھ جھکا چہرہ خوشیوں سے کھل اٹھا، اس نے ہچکچاتے ہوئے سر کو اثبات میں جنبش دی۔

"نوخیز شاہ نے کبھی کسی لڑکی کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا، اس لیے مجھے اندازہ بھی نہیں ہے کہ لڑکی سے حال دل کیسے کہا جاتا ہے، میں ایک کامیاب شخص ہوں، کبھی کسی کام میں نہیں ہچکچایا، لیکن اظہار محبت میں تھوڑا نروس ہو رہا ہوں، بس میں تمہیں ساتھ لیے ہر کسی کو دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ ہے میری ہمسفر، میری زندگی، میری پسند"۔ اس کے انداز میں سحر انگیزی تھی۔

"اگر تم زبان سے جواب دیتی تو مجھے اور زیادہ اچھا لگتا"۔ اس نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"آپ نے مشکل وقت میں مجھے سہارا دیا، میرے لیے اپنے گھر والوں سے جھوٹ بولا اور پھر مجھے اتنی عزت دی، یہ سب اس لڑکی کے لیے، جسے کسی نے کبھی دوستی کے بھی قابل نہیں سمجھا، ہر انسان کو ایک ایسا ہی تو ہمسفر چاہیے ہوتا ہے جو اس کی ہر مشکل میں اس کا ساتھ دے، ہر طرح کے حالات سے مقابلہ کرے، اور ایسی چاہت کبھی بھی ناکام نہیں ہو سکتی، مجھے آپ کا ساتھ خوشی خوشی قبول ہے"۔ نوخیز شاہ کے جذبات اور اس کی محبت دیکھ کر وہ خود کو بولنے سے نہ روک پائی، وہ بھی اس کی چاہت کا دیانتداری سے جواب دینا چاہتی تھی، وہ خود کو با اعتماد ثابت کرنا چاہتی تھی، نوخیز شاہ کی مسکراہٹ گہری ہو گئی، وہ مسکراتے ہوئے اور بھی اچھا لگ رہا تھا، فریال نے اسے پہلی بار بغور اور

مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

"تم نے نوخیز شاہ کے دل پر ڈاکہ ڈالا ہے، اس لیے تمہارے لیے سزا بھی بڑی ہونی چاہیے، اور وہ یہ کہ ہم ایک دو ماہ بعد شادی کر رہے ہیں اور ہم ہمیشہ کے لیے تمہیں اپنے دل میں قیدی بنا کر رکھیں گے"۔ نوخیز شاہ اس کی نکھری صورت پر جائزانہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

☆..........☆..........☆

ایک ہفتے بعد وہ نوخیز شاہ اور سراج کے ہمراہ ہاسپٹل چلی آئی۔ وہ حمزہ سے ملنے کے تجسس میں سراج اور نوخیز شاہ کی تائید میں چل رہی تھی، چار روم چھوڑ کر پانچواں روم حمزہ کا تھا، وہ بیڈ پر دراز انہماک سے میگزین پڑھ رہا تھا، ان پر نظر پڑتے ہی وہ خوشی سے اچھل پڑا، بہت عرصے بعد وہ اپنی بہن کو دیکھ رہا تھا، وہ اٹھ کر فریال سے لپٹ گیا، سراج نے اسے فریال کے متعلق تمام حالات سے آگاہ کر دیا تھا، اور اسے اس دن فریال کے آنے کا بھی بتا دیا تھا، وہ خود بھی چاہتا تھا کہ وہ فریال سے ملے۔ اس کے ہاسپٹل کا پورا خرچ سراج کر رہا تھا، حمزہ کو تین ماہ ہونے والے تھے، وہ اس کا ہر طرح سے خیال رکھتا تھا، ایک ہفتے میں دو بار مریض سے ملنے کی اجازت تھی، اور سراج اسے باقاعدگی سے ملنے جاتا تھا، نوخیز شاہ کو کچھ عرصہ پہلے ہی حمزہ کے بارے میں بتایا گیا تھا، وہ بھی دو بار اس سے مل کر گیا تھا۔

"آپی! میں برا ہوں نا؟" دونوں بیڈ کے کنارے بیٹھے تھے، سراج اور نوخیز شاہ انہیں اکیلا چھوڑ کر جا چکے تھے۔

"نہیں، تم بہت اچھے ہو"۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار سے بولی۔

"میں نے آپ سب کو بہت دکھ دیئے ہیں، اماں، ابا بھی چھوڑ کر چلے گئے، میں تو ٹھیک سے ان کو آخری بار بھی نہ دیکھ پایا، میں بہت بدقسمت بیٹا ہوں"۔ وہ بلک بلک کر بچوں کی طرح رو پڑا، فریال نے تڑپ کر دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام لیا۔

"ایسا ہونا لکھا تھا، ممکن کو ناممکن بھلا کون کر سکتا ہے، تم روؤ مت"۔ انگلیوں کی پوروں سے اس کے شفاف آنسو صاف کرتے ہوئے وہ بولی۔

"میں تو اب بہت سکون میں ہوں کہ میرے دونوں بھائی محفوظ ہیں، احمد کو آٹھ سال کی سزا ہو گئی، وہ جیل میں ہے، مگر پھر بھی ایک تسلی ہے، مجھے اس کا ٹھکانہ تو معلوم ہے، اور خوشی اس بات کی ہے کہ اسے احساس ہو گیا ہے، تم بھی انشاء اللہ بہت جلد بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے، اور اپنی زندگی کی طرف لوٹ آؤ گے، اور بہت جلد تم بالکل صحت یاب ہو جاؤ گے اور پھر ہم سب مل کر رہیں گے"۔ وہ دھیرے دھیرے اسے سمجھا رہی تھی۔

"سراج بھائی نے مجھے احمد بھائی کے بارے میں بتایا تھا، مجھے زیادہ فکر تمہاری ہے، سراج بھائی نے مجھے بتایا تھا کہ آپ وہاں خوش ہو، مگر ٹھیک سے تسلی نہیں تھی، پھر جب میں نوخیز بھائی سے ملا تو وہ مجھے بہت اچھے لگے، اور آج تم کو دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے"۔ اس وقت فریال کو حمزہ بالکل چھوٹا بچہ لگ رہا تھا۔

"آپی! سراج بھائی بہت اچھے ہیں، میری ہر ضرورت پوری کرتے ہیں، میرے لیے یہ اچھے اچھے میگزین اور اسٹوری بکس لاتے ہیں"۔ وہ بہت ایکسائیٹڈ تھا، وہ غور سے اس کی باتیں سن رہی تھی اور اس کی معصومانہ باتوں پر

مسکرا بھی رہی تھی۔

"آپی! کبھی کبھی میں اکتا جاتا ہوں، دل کرتا ہے کہ میرا بھی گھر ہو، جہاں بنا کسی کے بتائے ہوئے طریقوں سے رہوں، ایک آزادانہ زندگی، مگر ایک نیک انسان بن کر گزاروں، نہ کوئی پابندی ہو اور نہ کوئی دوائیوں اور انجکشنوں کی ٹینشن"۔ وہ حسرت سے بول رہا تھا، کیونکہ سراج نے بتایا تھا کہ ابھی بھی وہ مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوا ہے۔ ڈاکٹر مزید اسے وہاں رکھنا چاہتے تھے، وہ کم عمری میں ہی نشہ کرنے لگا تھا، اور خود کو بہت اذیتیں دیتا تھا، اس لیے اس کی یہ عادتیں بھی یکدم ختم ہونے والی نہیں تھیں، کبھی کبھی وہ آپے سے باہر ہو جاتا تھا، اور وہ چیز مانگتا تھا جو اب اس کے لیے زہر سے کم نہ تھی۔

"ہاں حمزہ! بہت مزہ آئے گا، ہم مل کر بہت انجوائے کریں گے، تم جو چاہو گے تمہیں ملے گا"۔ اس نے پیار سے اس کے گال کو تھپکا۔

"اچھا اب مجھے چلنا ہوگا، ٹائم ہو گیا ہے"۔ اس نے وال کلاک پر دیکھتے ہوئے اٹھنا چاہا۔

"دل تو نہیں کر رہا کہ تمہیں جانے دوں، پر کیا کروں تمہیں پاگل میں تو نہیں روک سکتا، لیکن تمہیں ہر ہفتے مجھ سے ایک بار ملنے ضرور آنا پڑے گا"۔ وہ اداسی سے بولا۔

"ضرور.... میرا بھی دل کرتا ہے کہ میں ہمیشہ تمہیں اپنے پاس رکھوں"۔ اس نے حمزہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اٹھ گئی، حمزہ نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے روکا، فریال نے نا سمجھتے ہوئے مڑ کر اسے دیکھا۔

"ویسے نوخیز بھائی بہت اچھے ہیں، آپ دونوں کی جوڑی بہت خوب رہے گی"۔ وہ شرارت سے بول کر ہنس دیا، اس کی شرارت سے محظوظ ہوتے ہوئے فریال نے اس کے سر پر چپت ماری، اتنے میں نوخیز شاہ اور سراج بھی روم میں داخل ہوئے۔

"آپی سے مل کر کیسا لگا؟" سراج نے بازو سینے پر لپیٹ کر اسے دلچسپی سے دیکھ کر پوچھا، کیونکہ حمزہ اور فریال ابھی تک مسکرا رہے تھے۔

"بہت اچھا لگا، تھینک یُو یار!"

"اب تھینک یُو چھوڑ یار! یہ میری بھی بہن ہے"۔ وہ فریال کے برابر میں کھڑا تھا، جبکہ نوخیز شاہ اس سے تھوڑا فاصلے پر کھڑا تھا۔

"اب میں بھی آتا رہوں گا اور نوخیز بھائی بھی تمہاری آپی کو لے کر تمہارے پاس آیا کریں گے"۔

"ہاں، نوخیز بھائی بھی بہت سویٹ ہیں، اس دن تو انہوں نے مجھ سے خوب باتیں کیں، مجھے بہت مزہ آیا"۔ حمزہ، فریال سے مخاطب ہوا۔

"ہاں بھئی! سالے تو ہوتے ہی پیارے ہیں، میرے سالے نوخیز شاہ بھائی ہیں اور نوخیز شاہ بھائی کے سالے تم ہو"۔ وہ اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا، نوخیز شاہ بھی زیر لب مسکرا رہا تھا، حمزہ اس کی بات سمجھتے ہوئے زور زور سے ہنس دیا اور فریال جھینپ گئی۔

☆..........☆..........☆